شہنشاہ کون؟

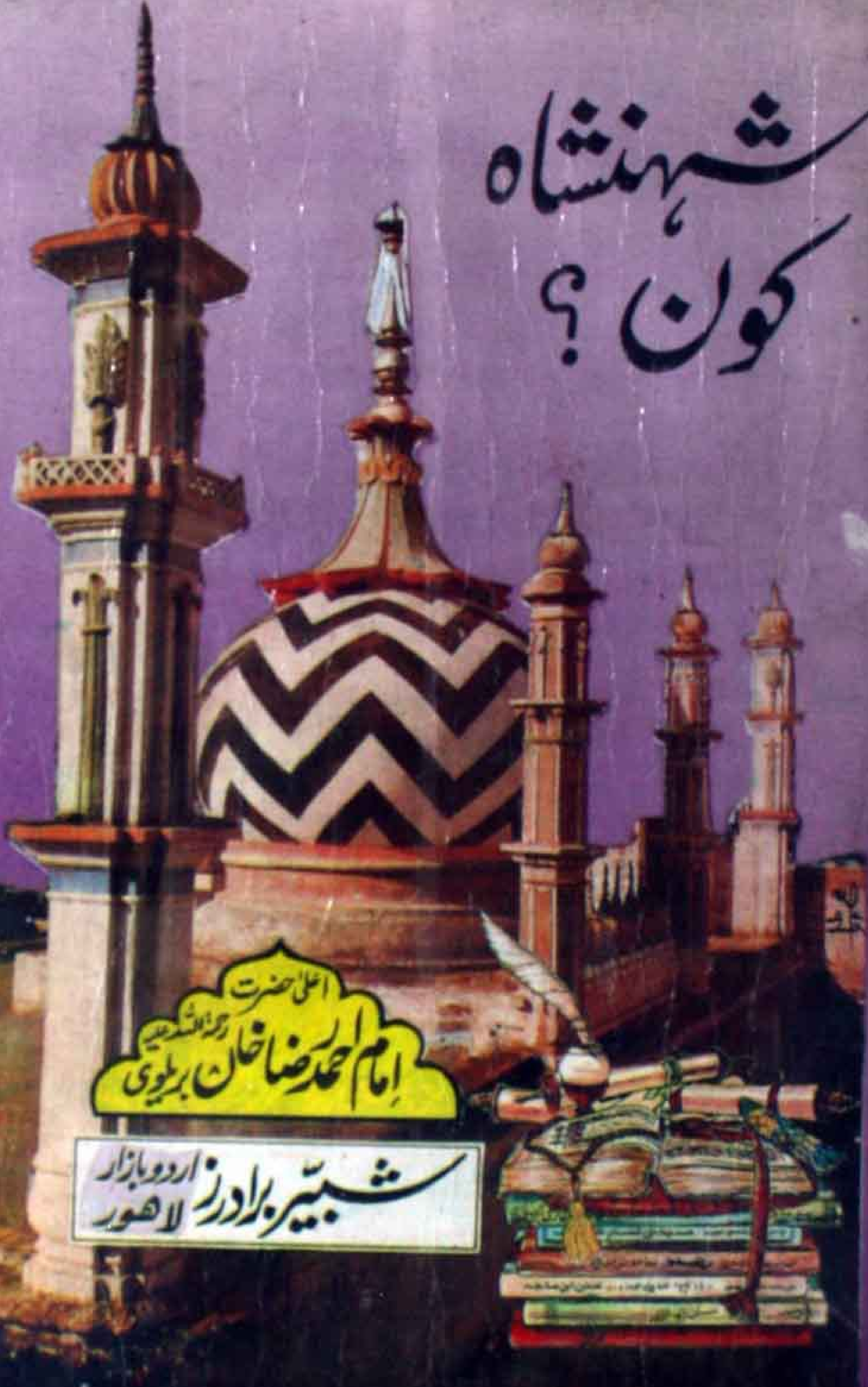

اعلیٰ حضرت
رحمۃ اللہ علیہ
امام احمد رضا خان بریلوی

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

Rs 15/00

۷۸۶
۹۲

شہنشاہ کون

مسمّٰی بنام تاریخی

فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ

۱۳ ۲۶

تصنیف

اعلیٰ حضرت مجدد اسلام امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۳۴۰ھ ۱۲۷۲ھ
۱۹۲۱ء ۱۸۵۶ء

ترجمہ وتحشیہ

مولانا آل مصطفےٰ مصباحی

ناشر

شبیر برادرز

بی اردو بازار۔ لاہور

marfat.com

- نام کتاب ـــــ فقہ شہنشاہ و انّ القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ
- تصنیف ـــــ مجدد اسلام امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ
- ترجمہ و تحشیہ ـــــ مولانا آلِ مصطفےٰ مصباحی
- کاتب ـــــ ظفر الاسلام ادروی قادری
- پروف ریڈنگ ـــــ ضمیم احمد نوری و قمر احمد اشرفی بھاگلپوری
- صفحات ۶۴ ـــــ قیمت
- تعداد ـــــ گیارہ سو
- سنہ اشاعت ـــــ ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۰ء
- ناشر ـــــ شبیر برادرز لاہور

marfat.com

نگاہِ اوّلین

آج کے اس سائنسی اور لا دینی دور میں جس کے زہریلے جراثیم و اثرات انسانی ذہن و شعور پہ چھا رہے ہیں —— ضرورت ہے کہ علمائے اسلام کی قلمی کاوشیں اپنے عقیدہ و ایمان کو جلا اور قلب و روح کو ضیا بخشیں۔ ساتھ ہی ان کی تصنیفات جلد کو زیورِ طباعت و اشاعت سے مزین کریں، اور اپنی آئندہ نسل کے لئے محفوظ کر دیں۔ اسی پاکیزہ جذبہ کے تحت یہ پُر مغز مؤقر رسالہ مبارکہ اشاعت پذیر ہو کر منظرِ عام پر آ رہا ہے —— اس سلسلہ میں دل کی گہرائیوں سے ہدیۂ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں ان معاونین، مخلصین اور محبین کی بارگاہِ عالی وقار میں جنہوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون فرمایا۔ مولانا آلِ مصطفےٰ صاحب مصباحی کی خدمت میں ہدیۂ تہنیت پیش کرتا ہوں جو درسیات پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ زبان و ادب کے بھی مزاج شناس ہیں۔ آپ نے بڑی جانفشانی کے ساتھ کتاب کی نئی ترتیب، بعض عبارتوں کا ترجمہ و تحشیہ اور مزید ایک وقیع مقدمہ لکھ کر رسالہ کی افادیت و مقصدیت میں اضافہ کر دیا —— جناب ضمیم احمد نوری پورنوی اور جناب فدا احمد اشرفی بھاگلپوری کا بھی ہم شکریہ ادا کرتے ہیں، جنہوں نے پروف ریڈنگ کی خاص ذمہ داری نبھائی۔ مولا عزّ و جل اس خدمت کو قبول فرمائے مزید دینی خدمات کی توفیق عطا کرے —— ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں عالی جناب ڈاکٹر سعید احسن قادری مدظلہ (لکچرر میڈیکل کالج پونہ) جو ایک تحریک پسند اور تنظیمی ذہن کے مالک ہیں آپ نے اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ نیز ایک گراں بہا رقم بھی عنایت فرمائی۔ خدائے تعالیٰ اسے قبول فرمائے —— حق تلفی ہوگی اگر ہم مخلصِ مکرم حضرت مولانا و قاری غلام صابر نوری (خطیب و امام قریشی جامع مسجد پونہ) کو فراموش کر دیں جن کی مشفقانہ رہنمائی شریکِ سفر رہی ——

اب ہم مسرتوں سے لبریز ہیں کہ کتاب مستطاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پھر ایک بار جملہ مخلصین و محبین اور معاونین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے قارئین کرام سے پُر خلوص اپیل کرتے ہیں کہ ان حضرات کی ترقیٔ درجات کے لئے بارگاہِ قادر و قیوم میں دعائے خیر فرمائیں۔ نیز ادارہ کی تعمیر و ترقی کے لئے راہیں ہموار فرمائیں۔

آپ کا خلوص کار

غلام جابر مصباحی

۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ ۲۲ نومبر ۱۹۹۰ء

حامداً وّ مصلیاً

آغاز سخن

ازقلم: ——— مولانا آلِ مصطفےٰ مصباحی مدرس جامعہ امجدیہ گھوسی

مجدد دین وملت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی کا ایک گرانقدر پہلو ان کی نعتیہ شاعری بھی ہے۔ جس سے ان کی عظمت فکر وفن، جولانی طبع اور عشق رسول کا بھرپور اندازہ ہوتا ہے۔ عشق رسول تو ان کی زندگی کا لافانی سرمایہ ہے۔ اور یہی ان کی نعتیہ شاعری کا اصل سبب اور محرک ہے ——— نعتیہ شاعری دیگر اصناف سخن کی طرح نہیں، بلکہ اس کا دائرہ فکر محدود ہے ——— چنانچہ "الملفوظ" میں فن نعت گوئی کے سلسلہ میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا یہ واضح ارشاد موجود ہے۔

"حقیقۃً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے، جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے ...... غرض حمد میں ایک جانب اصلا حد نہیں۔ اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حدبندی ہے۔" (الملفوظ دوم ص: ۳۹، ۱۴۰)

مگر اس نکتے کے باوجود ان کا نعتیہ کلام تخیل کی بے راہ روی، افراط وتفریط کے عیب اور شرعی نقائص سے پاک ہے کیونکہ انہوں نے قرآن وحدیث ہی کو اپنی نعتیہ شاعری کا ماخذ بنایا۔ خود فرماتے ہیں ؎

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ ∴ بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ

marfat.com

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی ٭ یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ
آداب شریعت کے علاوہ زبان وادب اور فنی نقطۂ نظر سے بھی ان کی نعتیہ شاعری درجۂ کمال کو پہونچی ہوئی ہے۔ ان کے نعتیہ اشعار عشق ومحبت اور احترام وعقیدت کے جذبات سے لبریز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک صاحبِ دل جب ان کا نعتیہ کلام سنتا ہے تو بے اختیار اس کا دل بھر آتا ہے۔ پھر وہ ایک کرب انگیز تاثر ایک جگر دوز خلش اور ایک پُر لطف کسک محسوس کرتا ہے۔ اس کا دل اضطرابی کیفیتوں اور عشق کے والہانہ جذبات سے سرشار ہو جاتا ہے —— امام اہلسنت کی نعتیہ شاعری کی یہی وہ زندہ خصوصیت ہے جو ان کے اشعار کو ہر زمانہ اور ہر ماحول میں یکساں تازگی اور شگفتگی بخشتی ہے۔ یقیناً وہ ایک سچے عاشقِ رسول تھے ان کے تصورِ عشق میں پاکیزگی، بلندی اور لطافت تھی۔ ان کی زندگی کا کوئی لمحہ عشق کی رعنائیوں سے خالی نہ تھا۔ انہوں نے اپنے نگار خانۂ دل میں عشق ومحبت کی ایسی قندیل روشن کی تھی جس سے نہ صرف ان کا دل منور رہتا، بلکہ آج بھی بہت سے قلوب اس سے منور رہیں۔ اس عاشق زار کا یہ عالم کہ جب اس کے عشق نے شدت پکڑی اور جذبات واحساسات جاگ اٹھے تو اس نے اپنے دل ونگاہ، ہوش وخرد، بلکہ اپنے خرمن ہستی کو بھی محبوب کے سامنے یوں پیش کر دیا ؎

جان ودل ہوش وخرد سب تو مدینہ پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا،

جب سنہ ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں زیارتِ حرمین طیبین اور حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو وارفتگی شوق کی انتہا نہ رہی،

marfat.com

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوتے وقت وفورِ جذبات میں آپ نے اکیس [21] اشعار پر مشتمل ایک نظم تحریر فرمائی ـــــ جس کا مطلع یہ ہے ؎

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

یہ کیسی سوز و ساز میں ڈوبی ہوئی محاکات ہے، جس کی سرشاری و سرمستی میں ہمیں ایک صحیفۂ عشق اور وجد انگیز محبت کا درس ملتا ہے ـــــ کمال یہ ہے کہ وہ اس اشتیاق دید میں تنہا نہیں رہنا چاہتے، بلکہ دیکر حجاج کرام کو بھی دعوت عام دے رہے ہیں۔

ع حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

یہ اسی نعت کا مطلع ہے جس کے بارے میں پروفیسر مسعود احمد صاحب (ایم اے، پی ایچ ڈی) نے ایک وجد انگیز واقعہ تحریر کیا ہے جسے ہم انہیں کے الفاظ میں مختصراً نقل کر رہے ہیں۔

جب وہ (سید احمد شاہ قادری علیہ الرحمہ) حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور دربار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد نبوی کے باہر ایک مجلس جمی ہے۔ سب روضۂ مبارک کی طرف متوجہ بیٹھے ہیں، نواب رام پور بھی ہیں۔ ایک نعت خواں فاضل بریلوی کی یہ نعت پڑھ رہا ہے، جس کا مطلع ہے ؎

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

ایک کیف و سرور کا عالم ہے۔ مجلس پر رقت طاری ہے۔ علمائے مدینہ فاضل بریلوی کی معجز کلامی کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھے ـــــ

کان صاحب المشاهدة وصاحب مقام الفناء فی الرسول صلی الله علیه وسلم۔ (فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۸۱)

marfat.com

اس واقعہ سے جہاں امام اہلسنّت کے عشق و محبت کا اندازہ ہوتا ہے، وہیں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اس نعت کا ہر شعر اور ہر شعر کا ہر مصرعہ اور ہر مصرعہ کا ہر لفظ بجائے خود شرعی و ادبی عیوب و نقائص سے پاک ہے ——— جو یقیناً اُن کے کمالِ فن، پابندی شرع اور عشق و محبت کی مکمل آئینہ دار ہے۔

اس وقت آپ کے ہاتھوں میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ایک پُر مغز رسالہ "فقہ شہنشاہ و ان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ" ہے۔ یہ رسالہ ایک استفسار کا جواب ہے۔ استفسار کرنے والے سید محمد آصف صاحب ہیں جنہوں نے ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ کو "حدائق بخشش" کے دو مصرعے پر تنقید کرتے ہوئے اعلیحضرت سے سوال کیا۔

(الف) ایک مصرعہ تو وہی جو اوپر مذکور ہوا۔ ع حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو۔ انہوں نے یہ لکھا کہ اس مصرعہ میں لفظ "شہنشاہ" شرعاً قابلِ ترمیم ہے۔ یعنی لفظ "شہنشاہ" کے بجائے "مرے شاہ" اگر استعمال کیا جائے تو ضرورت شعری بھی برقرار رہے گی اور حدیثِ ممانعت پر بھی عمل ہو جائے گا۔ ممانعت والی حدیث یہ ہے۔

اخنع الاسماء عند اللہ یوم القیامۃ رجل تسمّیٰ ملک الاملاک ——— رواہ البخاری والمسلم وابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ترجمہ، روزِ قیامت اللہ کے نزدیک ناموں میں سب سے زیادہ ذلیل و خوار وہ ہے جس نے اپنا نام ملک الملوک (شہنشاہ) رکھا۔

لہٰذا اس حدیث کے پیش نظر بندوں میں کسی کو "شہنشاہ" نہیں کہا جا سکتا۔

marfat.com

(ب) دوسرا مصرعہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس طرح ہے۔

ع بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اس پر موصوف کی تنقید یہ تھی کہ یہ بھی شرعاً قابلِ ترمیم ہے۔ اسلئے کہ "مقلب القلوب" تو صرف ذاتِ باری عزّ اسمہ ہے۔ دل اسی کے قبضۂ واختیار میں ہے۔

ان دونوں باتوں کے جواب میں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے ایک مکمل رسالہ ہی تصنیف کر دیا۔ یہ رسالہ ان کے وفورِ علم، حفظ واستحضار قوتِ استدلال اور فکر وبصیرت کا آئینہ دار ہے۔ ان جوابات کی تلخیص چند سطور میں یوں ہو سکتی ہے۔

الف (۱) اگر معنی مجازی مقصود ہو اور ازراہِ تکبر نہ ہو تو "شہنشاہ" کا اطلاق اللہ کے برگزیدہ بندوں پر بلا شبہہ جائز و درست ہے۔

(۲) اگر ازراہِ تکبر کوئی اس لفظ کو اپنے لئے استعمال کرے تو البتہ ناجائز و حرام ہوگا۔ بلکہ معنی حقیقی استغراقی کی صورت میں کفر۔

(ب) "مقلب القلوب" معنی حقیقی کے اعتبار سے اللہ عزّ وجل کے لئے خاص ہے۔ لیکن اللہ نے اپنے خاص بندوں کو بھی اس طاقت وقوت سے نوازا ہے۔ اس لئے عطائی مان کر اس کا اطلاق غیر اللہ پر بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں شرعاً کوئی نقص نہیں —— تفصیل کے لئے رسالہ کا مطالعہ کریں۔

ویسے تو یہ رسالہ مختلف جگہوں سے کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ مگر پھر بھی شدت سے اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ ادارہ "افکارِ حق" کے متحرک وفعّال ارکان نے اس ضرورت کی تکمیل کے لئے اشاعت کی طرف خاص توجہ مبذول کی۔ اور محترم جناب ڈاکٹر

marfat.com

سعید احسن قادری صاحب لکچرر میڈیکل کالج پونہ نے اس کی اشاعت میں پوری مدد کی۔ یہ اُن کی کوششوں ہی کا نتیجہ ہے کہ کتاب "آپ" کے ہاتھوں میں ہے۔

اسے دیدۂ و دل سے پڑھئے اور اپنے عقائد و افکار کے لئے غذا فراہم کیجئے۔ اس سے پہلے ادارہ "افکارِ حق" نے چند کتابیں چھپوا کر ملک بھر میں مفت تقسیم کی ہیں۔

اللہ تعالےٰ اس ادارہ کو ترقی عطا فرمائے اور اس کے ارکان و معاونین کو جزائے خیر دے۔ اور خلوص و للّٰہیت کے ساتھ اس کے اشاعتی پروگراموں کو مزید آگے بڑھانے کا حوصلہ و جذبہ عطا فرمائے —— آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محتاج دعا
آل مصطفےٰ مصباحی خادم جامعہ امجدیہ گھوسی
۵/ربیع النور ۱۴۱۱ھ

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

(ادارہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

مسئلہ: از کانپور، محلہ فیل خانہ کہنہ مکان مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل، مرسلہ سید محمد آصف صاحب ۸ر ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت جناب مولانا صاحب دامت فیوضہم، بعد سلام مسنون الاسلام التماس مرام اینکہ ان دنوں جناب والا کا دیوانِ نعتیہ کمترین کے زیر مطالعہ ہے۔ بعد آداب ملازمان حضور کی خدمتِ بابرکت میں ملتمس ہوں کہ دو مصرع کے الفاظ شرعًا قابلِ ترمیم معلوم ہوتے ہیں۔ اور غالبًا اس ہیچمداں کی رائے سے ملازمان سامی بھی متفق ہوں۔ اور درصورت عدم اتفاق جواب باصواب سے تشفی فرمائیں۔

ع حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو،

اس مصرع میں لفظ شہنشاہ خلاف حدیث ممانعت دربارۂ قول ملک الملوک ہے بجائے شہنشاہ اگر "مرے شاہ" ہو تو کسی قسم کا نقصان نہیں۔
دوسرا یہ مصرع حضرت غوثِ اعظم قدس سرہٗ کی تعریف میں۔

ع بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دل خداوند کریم کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہی ذات مقلّب القلوب ہے۔ چونکہ اس ہیچمداں سراپا عصیاں کو ملازمانِ جنابِ والا سے خاص عقیدت وارادت ہے۔ لہٰذا امیدوار ہے کہ یہ تحریر محض اَلدِّیْنُ النُّصْحُ پر محمول فرمائی جائے بخدا فدوی نے کسی اور غرض سے نہیں لکھا

عریضۂ ادب سید محمد آصف عفی عنہ،

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ؛ هُوَ الشَّاهُ؛ وَالشَّاهِنْشَاهُ؛ لَا مَلِكَ سِوَاهُ، وَمَنْ اَدَّعَاهُ دُوْنَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَتَاهَ؛ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِ الْعَالَمِ؛ مَالِكِ النَّاسِ دَيَّانِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ؛ اَلَّذِيْ مَلَكَ الْاَرْضَ وَرِقَابَ الْاُمَمِ؛ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ؛ آمین

کرم فرمائے مکرم ذی اللطف والکرم مکرمی سید محمد آصف صاحب زید کرمہم ـــــ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

نوازش نامہ تشریف لایا، ممنون فرمایا، حق سبحانہ وتعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ کے صرف انہیں دو میں تامل فرمانے سے شکر الٰہی بجالایا کہ اس میں بحمد اللہ تعالیٰ آپ کی سنیت خالصہ اور محبت وتعظیم حضور پرنور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء کا شاہد پایا۔ ورنہ تو کرم بے ادب خذلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو ان اوراق میں معاذ اللہ۔ معاذ اللہ ہزاروں شرک بھرے ہیں کہ ان دو لفظوں کو ان سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ حالانکہ بحمد اللہ تعالیٰ اس میں جو کچھ ہے اکابر ائمہ دین واعاظم عرفائے کاملین کے ایمان کامل کا ایک مختصر نمونہ ہے۔ جیسا کہ فقیر کی کتاب سَلْطَنَةُ الْمُصْطَفٰى فِيْ مَلَكُوْتِ كُلِّ الْوَرٰى کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ وللہ الحمد،

اب شکریہ کے ساتھ بتوفیقہٖ تعالیٰ جواب عرض کروں۔ امید کہ جس خالص اسلامی محبت سے یہ اطلاع دی اسی پر ان جوابوں کو مبنی سمجھ کر ویسی ہی نظر سے ملاحظہ کریں گے۔ وباللہ التوفیق۔

جواب سوال اول: لفظ شہنشاہ اوّلاً بمعنی سلطان عظیم السلطنۃ محاورات میں شائع وذائع ہے۔ اور عرف ومحاورہ کو افادۂ مقاصد میں دخل تام، قال اللہ تعالیٰ، وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ (پ ۹ ع ۱۴) ـــــ

marfat.com

خود ہمارے فقہائے کرام میں امام اجل علاء الدین ابو العلاء لیثی ناصحی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا لقب شاہان شہ ملک الملوک تھا۔ ائمہ وعلمائے مابعد جو ان کے فتاویٰ نقل کرتے ہیں اسی لقب سے انہیں یاد فرماتے ہیں۔ اور وہ جناب فقاہت مآب خود اپنے دستخط انہیں الفاظ سے کرتے۔ امام رکن الدین ابو بکر محمد بن ابی المفاخر بن عبد الرشید کرمانی جواہر الفتاویٰ کتاب الاجارہ باب سادس میں فرماتے ہیں۔

قَالَ الْاِمَامُ الْقَاضِیْ مَلِكُ الْمُلُوْكِ اَبُوْ الْعَلَاءِ النَّاصِحِیُّ لَمَّا سُئِلَ عَمَّنْ اٰجَرَ اَرْضًا مَوْقُوْفَةً بِمِأَةِ سَنَةٍ هَلْ یَجُوْزُ۔

امام، قاضی، شاہوں کے شاہ ابو العلاء ناصحی سے یہ استفسار کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک موقوفہ زمین سال بھر کے لئے اجارہ میں دی، تو کیا اس کا یہ فعل از روئے شرع جائز و درست ہے۔ ۱۲م

افتی ببطلان الاجارۃ معشر من زمرۃ الفقہاء قطعا لازما

فقہاء کی ایک جماعت نے فتویٰ دیا کہ یہ اجارہ قطعی اور لازمی طور پر باطل ہے ۱۲م

وبذالك افتی للدین حسبۃ کیلا اکون بما احوز ظالما

میرا عدم جواز کا یہ فتویٰ دینا دیندار وں کے لئے کافی ہے تاکہ میں اپنی جمع کردہ چیزوں کی وجہ سے ظالم نہ ہو جاؤں۔ ۱۲م

ملك الملوك ابو العلا مجیبۃ لمعز دین اللہ یدعوا دائما

شاہوں کے شاہ ابو العلا اس کا مجیب ہے دین الٰہی کے غلبہ کیلئے ہمیشہ دعا گو ہے ۱۲م

اسی کتاب القضا میں ایک اور مسئلہ اس جناب سے بایں عنوان نقل فرمایا۔

قَالَ الْقَاضِیُ الْاِمَامُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ اَبُوْ الْعَلَاءِ النَّاصِحِیُّ ــــــ

قاضی، امام، شاہوں کے شاہ ابو العلاء ناصحی نے کہا۔ ۱۲م

پھر تیسرے مسئلے میں فرمایا۔

قَالَ الْقَاضِیُ الْاِمَامُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ هٰذَا مَا عُرِضَ عَلَیْهِ مَحْضَرٌ

marfat.com

قاضی، امام، شاہوں کے شاہ نے یہ کہا، جب ان کے پاس دستاویز پیش کیا گیا ۱۲م

ﮧ اس میں ان کا منظوم فتویٰ نقل کیا، جس کے آخر میں فرمایا ؎

شاھان شہ ملک الملوک ابوالعلاء نظم الجواب منظما و مفصلا

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء نے اس جواب کو نظم و ترتیب اور تفصیل سے بیان کیا ہے

پھر فرمایا۔ قَالَ مَلِكُ الْمُلُوكِ ـــ اور ان کا چوتھا فتویٰ نقل کیا، جس کے آخر میں فرمایا ؎

شاھان شہ ملک الملوک ابوالعلاء نظم الجواب لکل من ھو عفٍ

شہنشاہ وقت ابوالعلاء نے اس جواب کو ہر جانکار شخص کے لئے مرتب کیا ۱۲م

پھر ان کا پانچواں فتویٰ نقل فرمایا، جس کے دستخط یوں فرمائے ہیں ؎

شاھان شہ ملک الملوک ابوالعلاء نظم الجواب مبینا لمنار ہ

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء نے جواب کو یوں مرتب کیا کہ اس کے ہر پہلو کو واشگاف کر دیا ۱۲م

ﮯ پھر ان کا چھٹا فتویٰ نقل کیا، جس کے دستخط ہیں ؎

شاھان شہ ملک الملوک ابوالعلاء ھادی امیر المؤمنین لقد نظم

شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابوالعلاء مسلمانوں کے امیر و رہبر نے اس جواب کو مرتب کیا ۱۲م

ﮯ یونہی کتاب الوقف میں ان کے متعدد فتاوے نقل فرمائے از اں جملہ ایک کا ختم یہ ہے ؎

ملک الملوک ابوالعلاء مجیبہ لمعز دین اللہ یشکی داعیا،

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء اس کا مجیب ہے، جو دین الٰہی کے غلبہ کیلئے شکر کے ساتھ دعا کرتا ہے

ایک کے آخر میں ہے ؎

شاھان شہ ملک الملوک ابوالعلاء نظم الجواب لمن تعفیٰ باللہ

شہنشاہ ملک الملوک ابوالعلاء نے یہ جواب اس شخص کیلئے مرتب کیا جو اللہ عزوجل کی پناہ کا طالب ہے

یوں ہی ۱۲ تا ۱۵ کتاب البیوع میں ان کے چار فتوے نقل فرمائے۔ ہر ایک کی ابتدا انہی لفظوں سے کی۔

قَالَ الْقَاضِي الْإِمَامُ مَلِكُ الْمُلُوكِ ـــــ

marfat.com

غرض کتاب مستطاب ان کے فتاوائے صواب اور ان کے ان گرامی القاب سے مشحون ہے۔

علامہ خیر الدین رملی استاد صاحب درمختار رحمہما اللہ تعالٰی نے فتاوٰی خیریہ کتاب الاجارہ میں نوازل سے نقل فرمایا۔

قَالَ سُئِلَ مَلِکُ الْمُلُوْکِ اَبُوالْعَلَاءِ فِیْمَنْ اٰجَرَ دَارًا مَوْقُوْفَۃً مِائَۃَ سَنَۃٍ الخ۔

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء سے اس شخص کے بارے میں استفسار کیا گیا، جس نے ایک وقف کی ہوئی زمین کو سال بھر کے لئے اجرت میں دی تو کیا حکم ہے؟ ۱۲م

۱۷ اسی کتاب القضا باب خلل المحاضر والسجلات میں دربارہ ساعی فرمایا۔

فحول المتأخرین افتوا بجواز قتلہ حتی قال ملک الملوک الناصحی رحمہ اللہ تعالٰی۔

متاخرین میں معتمد و مستند علما نے فتوٰی دیا کہ ایسے شخص کو قتل کرنا جائز ہے۔ حتی کہ شاہوں کے شاہ ناصحی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔ ۱۲م

۱۸ پھر ان کا منظوم فتوٰی نقل فرمایا ؎

اَلْقَتْلُ مَشْرُوْعٌ عَلَیْہِ وَوَاجِبٌ — زَجْرًا لَہٗ وَالْقَتْلُ فِیْہِ مَقْنَعٗ

ایسے شخص کو قتل کرنا مشروع بلکہ اس کے زجر و توبیخ کیلئے واجب ہے اور اسمیں قتل عین عدل ہے ۱۲م

شَاھَانْ شہ مَلِکُ الْمُلُوْکِ اَبُوالْعَلَا — نَظَمَ الْجَوَابَ لِکُلِّ مَنْ ھُوَ یَلْمَعٗ

شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابوالعلا نے ہر فضیلت و علم رکھنے والوں کیلئے اس جواب کو مرتب کیا ۱۲م

۱۹ حضرت عمدۃ العلماء والاتقیاء زبدۃ العرفاء والاولیاء، مولوی معنوی سیدی محمد جلال الملۃ والدین رومی بلخی قدس سرہ الشریف مثنوی شریف میں ایک بادشاہ کی حکایت میں فرماتے ہیں ؎

گفت شاہنشاہ جرایش کم کنید — در بجنگد نامش از خط بر زنید

بادشاہ نے کہا اس کی اجرت کم کر دی جائے اور اگر وہ آمادۂ جنگ ہو تو رونا مجھ سے اسکا نام نکالدو

۲۰ نیز ابتدائے مثنوی مبارک میں فرماتے ہیں ؎

marfat.com

تا سمرقند آمدند آں دو امیر ... پیش آں زرگر ز شاہنشہ بشیر،

بادشاہ کے دونوں امیر (ایلچی) شہر سمرقند آئے اور اس مرد زرگر کو بادشاہ کی جانب سے خوشخبری دیا۔

۲۱ وہیں فرماتے ہیں ؎

پیش شاہنشاہ بردش خوش بناز ... تا بسوزد بر سر شمع طراز،

اس خوش نصیب مرد زرگر کو بادشاہ کے پاس لے آئے تاکہ اس شمع طراز معشوق پر اسے قربان کر دے۔ ۱۲م

۲۲ اسی میں فرمایا ؎

ہم ز انواع اوانی بے عدد ... کاں چناں در بزم شاہنشاہ سزد،

اور بہت سے مختلف قسم کے برتن بھی (بنا) جو بادشاہوں کی بزم مسرت کی زیب و زینت بنیں ۱۲

۲۳ حضرت عارف باللہ داعی الی اللہ سیدی مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

جَمَالُ الْاَنَامِ مَفْخَرُ الْاِسْلَامِ سَعْدُ ابْنُ الْاَتَابَكِ الْاَعْظَمِ شَاهَنْشَاهِ الْمُعَظَّمِ مَالِكُ رِقَابِ الْاُمَمِ مَوْلٰی مُلُوْكِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ

مخلوق کے جمال، اسلام کے لئے قابلِ فخر، سعد ابن اتابکِ اعظم، قابلِ عظمت شہنشاہ، لوگوں کی گردنوں کے مالک، عرب و عجم کے بادشاہوں کے مولیٰ و آقا ۱۲م

۲۴ نیز فرماتے ہیں ؎

با رعیت صلح کن وز جنگِ خصم ایمن نشیں

زانکہ شاہنشاہِ عادل را رعیت لشکر است،

رعایا کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آ، اور پھر دشمن کی جانب سے لڑائی سے بے خوف رہ، کیونکہ عادل بادشاہ کے لئے رعایا ہی لشکر ہے ۱۲م

۲۵ نیز فرماتے ہیں ؎

شہنشہ بر آشفت کاینک وزیر ... تعلل میندیش و حجت مگیر

بادشاہ نے غصے سے کہا اے وزیر! بہانہ مت بنا، اور حجت مت لا ۱۲م

۲۶ نیز فرماتے ہیں ؎

marfat.com

سرِ پُر غرور از تحمل تہی　　　حرامش بود تاج شاہنشہی

جو سر صبر و تحمل سے خالی اور کبر و نخوت سے پُر ہو وہ بادشاہی کے تاج سے محروم ہوتا ہے۔

۲۷ نیز فرماتے ہیں ؎

دواں آمدش گلہ بانے ز پیش　　　شہنشہ بر آورد تیغلق ز کیش

بادشاہ کے پاس سامنے سے ایک چرواہا دوڑتا آیا، بادشاہ نے (اسی وقت) تیر ترکش سے نکال لیا

۲۸ محبوب محبوب الٰہی حضرت عارف باللہ سیدی خسرو قدس سرہ

اداخر قران السعدین صفت تخت شاہی میں فرماتے ہیں ؎

کیست جز از وے کہ نہد پائے راست　　　پیش شکوہ کہ شہنشاہ راست

اس کے سوا کون ہے جو بادشاہ کی شان شوکت کے سامنے سیدھا پاؤں رکھے ۱۲

۲۹ عارف باللہ امام العلماء حضرت مولانا نورالدین جامی قدس سرہ السامی،

تحفۃ الاحرار میں فرماتے ہیں ؎

زد بجہاں نوبت شاہنشہی　　　کوکبۂ فقر عبیداللّٰہی،

حضرت عبیداللہ احرار رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ستارۂ افتخار نے دنیا

میں اپنی شہنشاہی کا نقارہ بجادیا ——— ۱۲

۳۰ حضرت خواجہ شمس الدین حافظ قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نژاد،

آنکہ می زیبد اگر جانِ جہانش خوانی

خان بن خان خاندانی شاہوں کے شاہ جسے جان جہان کا خطاب زیب دیتا ہے ۱۲

۳۱ نیز فرماتے ہیں ؎

ہم نسلِ شہنشہ زمان است　　　ہم نقد خلیفۂ زمین است

زمانہ کے بادشاہوں کا ہم رتبہ۔ خلیفۂ زمین کا ہم جنس ہے ۱۲

۳۲ حضرت مولانا نظامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں ؎

گزارندۂ شرح شاہنشہی　　　چنیں داد پرسندہ را آگہی

احکام شاہی کی تفصیل سنانے والے نے سائل کو یوں آگاہ کیا ——— ۱۲

marfat.com

۴۲ مخدوم قاضی شیخ شہاب الدین تفسیر بحر مواج میں فرماتے ہیں ۔
سلطان السلاطین خداوند با عز و تمکین بادشا و سلیمان فراخ
غرض کلمات اکابر میں اس کے صدہا نظائر ملیں گے ۔ ہمیں کیا لائق
ہے کہ ان تمام ائمہ و فقہاء و علماء و عرفاء رحمہم اللہ تعالیٰ قدست اسرارہم
پر طعن کریں ۔ وہ ہم سے ہر طرح اعرف و اعلم تھے ۔ لہذا واجب کہ توفیق الٰہی
نظر فقہی سے کام لیں ۔ اور اس لفظ کے منع و جواز میں تحقیق مناط کریں،
کہ مسئلہ قطعاً معقول المعنیٰ ہے نہ کہ محض تعبدی ،

فَاَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق :۔ ظاہر ہے کہ اصل منشاء منع اس لفظ
کا استغراق حقیقی پر حمل ہے ۔ یعنی موصوف کا استثناء ، تو عقلی ہے کہ خود
اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں ۔ اس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت
اور یہ معنیٰ قطعاً مختص بحضرت عزت عز جلالہ ہیں ۔ اور اس معنیٰ کے ارادے
سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃً کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب
عزوجل بھی داخل ہو گا ۔ یعنی معاذ اللہ موصوف کو اس پر بھی سلطنت ہے
یہ ہر کفر سے بدتر کفر ہے ۔ مگر حاشا نہ ہرگز کوئی مسلمان اس کا ارادہ کر سکتا
ہے ، نہ زنہار کلام مسلم میں یہ لفظ سُن کر کسی کا اس طرف ذہن جا سکتا
ہے ۔ بلکہ قطعاً قطعاً عہد یا استغراق عرفی ہی مراد ، اور وہی مفہوم و مستفاد
ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینہ قاطعہ ہے ۔ جیسا کہ علماء
نے موحد کے اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ (موسم ربیع نے سبزہ اگایا) کہنے میں
تصریح فرمائی ۔ نیز فتاوائے خیریہ میں ہے ۔

سُئِلَ فِیْ رَجُلٍ حَلَفَ لَا یَدْخُلُ ھٰذِہِ الدَّارَ اِلَّا اَنْ یَّحْکُمَ عَلَیْہِ
الدَّھْرُ فَدَخَلَ ھَلْ یَحْنَثُ (اَجَابَ) لَا ۔ وَھٰذَا مَجَازٌ یَصْدُرُ
عَنِ الْمُوَحِّدِ وَالْحُکْمُ الْقَضَاءُ فَاِذَا دَخَلَھَا فَقَدْ حَکَمَ اَیْ قَضٰی عَلَیْہِ
رَبُّ الدَّھْرِ بِدُخُوْلِھَا وَھُوَ مُسْتَثْنٰی مِنْ یَمِیْنِہٖ ۔ فَلَا حِنْثَ ۔

ایک ایسے شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا جس نے یہ قسم کھائی تھی کہ

marfat.com

اس گھر میں داخل نہ ہوں گا جب تک کہ اس پر زمانہ کی حکمرانی نہ ہو، پھر وہ اس گھر میں داخل ہوا تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی؟۔ جواب نفی میں ملا، چونکہ موحد سے یہ جملہ صادر ہوا اس لئے مجاز قرار پائے گا۔ اور حکم یہی ہوگا کہ اس کی شرط پوری ہوگئی۔ اور جب وہ شخص داخل ہوا تو اس کا دخول ایسی حالت میں پایا گیا جب خالقِ زمانہ کی حکومت اس گھر پر تھی۔ اور یہ اس قسم سے مستثنیٰ ہے لہذا حانث نہ ہوگا۔ ۱۲م

اب رہا یہ کہ استغراق حقیقی اگرچہ نہ مراد نہ مفہوم۔ مگر مجرد احتمال ہی موجب منع ہے۔ یہ قطعاً باطل ہے۔ یوں تو ہزاروں الفاظ کہ تمام عالم میں دائر وسائر ہیں، منع ہو جائیں گے پہلے خود اسی لفظ شاہنشاہ کی وضع و ترکیب لیجئے۔ مثلاً قاضی القضاۃ، امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، عالم العلماء، صدر الصدور، امیر الامراء، خانِ خانان بگاربگ وغیرہا کہ علماء و مشائخ و عامہ سب میں رائج ہیں۔ شیخ المشائخ سلطان الاولیا، محبوب الٰہی، اور شیخ الشیوخ حضرت سیدنا شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالے عنہما کا لقب ہے۔ جواہر الفتاوی کتاب اصول الدین وکتاب اصولِ فقہ وکتاب الایمان وکتاب الغصب وکتاب الدعویٰ وکتاب الکراہیت وغیرہا سب کے باب سادس میں امام علاؤالدین سمرقندی کو عالم العلماء فرمایا۔ امام اجل عبدالرحمٰن اوزاعی امام اہل الشام کہ امام اعظم ابوحنیفہ و امام مالک کے زمانے میں تھے۔ اور تبع تابعین کے اعلیٰ طبقے میں ہیں۔ امام مالک کو عالم العلماء فرمایا کرتے۔ زرقانی علی المؤطا میں ہے۔

اَمَّا مَالِكٌ فَهُوَ الْاِمَامُ الْمَشْهُوْرُ صَدْرُ الصُّدُوْرِ اَكْمَلُ الْعُقَلَاءِ وَاَعْقَلُ الْفُضَلَاءِ كَانَ الْاَوْزَاعِيُّ اِذَا ذُكِرَ مَالِكٌ قَالَ عَالِمُ الْعُلَمَاءِ وَعَالِمُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمُفْتِي الْحَرَمَيْنِ۔

امام مالک تو مشہور امام ہیں، رئیسوں میں رئیس، عقلاء میں کامل تر، فضلاء

میں سب سے فہیم۔ امام اوزاعی جب امام مالک کا تذکرہ کرتے تو فرماتے لر
عالم العلماء، مدینہ والوں کے عالم، اور حرمین طیبین کے مفتی نے فرمایا ہے ۱۲م

امام الائمہ امام محمد بن خزیمہ حافظ الحدیث کا لقب ہے۔ قاضی القضاۃ اسلامی سلطنتوں کا معروف عہدہ ہے۔ عامۂ کتب فقہ میں اسکا اطلاق موجود، اور ائمہ کی زبانوں پر شائع، درمختار کتاب القضاء میں ہے۔

وَ يَسْتَخْلِفُ قَاضٍ نَائِبًا اِلَّا اِذَا فُوِّضَ اِلَيْهِ كَجَعَلْتُكَ قَاضِيَ الْقُضَاةِ هُوَ الَّذِيْ يَتَصَرَّفُ فِيْهِمْ مُطْلَقًا تَقْلِيْدًا اَوْ لَا۔

کوئی بھی قاضی اپنا نائب اس وقت مقرر کر سکتا ہے جب وہ اس نائب کے اختیارات سپرد کر دے، مثلاً یہ کہے میں نے تمہیں قاضی القضاۃ بنایا —— قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) وہ ہے جسے علی الاطلاق تصرف کا حق حاصل ہو —— چاہے تقلید ہو یا نہ ہو۔ ۱۲م

بحر الرائق و ردالمحتار کتاب الوقف میں ہے۔

فَحُكْمُهُمْ فِي الْاِسْتِدَانَةِ بِاَمْرِ الْقَاضِيْ اَلْمُرَادُ بِهٖ قَاضِي الْقُضَاةِ وَفِيْ مَوْضِعٍ ذَكَرُوْا الْقَاضِيْ فِيْ اُمُوْرِ الْاَوْقَافِ۔

استدانت بامر القاضی میں ان کی مراد قاضی سے قاضی القضاۃ ہے۔ اور امور اوقاف میں جہاں بھی قاضی کا لفظ آیا ہے اس سے بھی (قاضی القضاۃ) مراد ہے ۱۲م

امیر الامراء، خان خانان، بگلربگ عربی فارسی ترکی تین مختلف زبانوں کے لفظ ہیں۔ اور معنی ایک یعنی سرور سروراں، سردار سرداراں، سید الاسیاد، اور اگر امیر امر بمعنی حکم سے لیجئے تو امیر الامراء بمعنی حاکم الحاکمین، شک نہیں کہ ان الفاظ کو عموم و استغراق حقیقی پر رکھیں تو قاضی القضاۃ و حاکم الحاکمین و عالم العلماء و سید الاسیاد قطعاً حضرت رب العزت عزوجل ہی کے لئے خاص ہیں۔ اور دوسرے پر ان کا اطلاق صریح کفر، بلکہ بنظر حقیقت اصلیہ صرف قاضی و حاکم و سید و عالم بھی اسی کے ساتھ

marfat.com

خاص، ـــــ قال اللہ تعالیٰ ؛

وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ؕ الآیۃ (پ ۲۴ رکوع ۶)

اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے۔ بیشک اللہ ہی سُنتا دیکھتا ہے۔

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ ؛

لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (پ ۲۰ رکوع ۱۱) | اسی کا حکم ہے ـــــ اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

وقال اللہ تعالیٰ ؛

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (پ ۱۲ رکوع ۱۵) | حکم نہیں مگر اللہ کا،

وقال اللہ تعالیٰ ؛

وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ؕ (پ ۱۲ رکوع ۴) | وہی علم وحکمت والا ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ ؛

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَا اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا الآیۃ (پ ۷، رکوع ۵)

جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔

وفد بنی عامر نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی اَنْتَ سَیِّدُنَا۔ حضور ہمارے سیّد ہیں۔ فرمایا، اَلسَّیِّدُ اللّٰہُ۔ سیّد تو خدا تعالیٰ ہی ہے۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤد عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ الْعَامِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ یوں ہی نہ مِلِکُ الملوک، بلکہ صرف ملک ہی ـــــ قال اللہ تعالیٰ ؛

لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ (پ ۲۸ رکوع ۱۵) | اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے تعریف

وقال اللہ تعالیٰ ؛

marfat.com

لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ۔ (پ۲۴ رکوع ۲) | آج کس کی بادشاہی ہے۔

خود حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسی حدیث ملک الملوک کی تعلیل میں فرمایا۔ لَا مَلِکَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ بادشاہ کوئی نہیں سوا اللہ تعالےٰ کے ـــــ رَوَاہُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔ اور امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، اپنے استغراق حقیقی پر یقیناً حضور پرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ خاص، اور دوسرے پر اطلاق قطعاً کفر، کہ اس کے عموم میں حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم بھی داخل ہوں گے۔ اور معنیٰ یہ ٹھہریں گے کہ فلاں شخص معاذ اللہ حضور سید عالم امام العٰلمین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا بھی شیخ وامام ہے۔ اور یہ صراحۃً کفر ہے مگر حاشا ان تمام الفاظ میں نہ ہرگز یہ معنیٰ قائلین کی مراد، نہ ان کے اطلاق سے مفہوم ومفاد، اور اس پر دلیل ظاہر وباہر یہ ہے کہ متکبر مغرور جبار سلاطین کہ اپنے آپ کو ماید دولت واقبال اور اپنے بڑے عہدہ داروں امراء و وزراء کو بندۂ حضور وفدوی خاص لکھتے ہیں۔ جن کے تکبر کی یہ حالت کہ اللہ ورسول کی توہین پر شاید چشم پوشی بھی کر جائیں۔ مگر ہرگز اپنی ادنیٰ سی توہین پر درگزر نہ کریں گے۔ یہی جیلا نہیں امراء کو قاضی القضاۃ وامیر الامراء، وخان خاناں وبگلر بگ خطاب دیتے، اور خود لکھتے، اور اوروں سے لکھواتے، اور لوگوں کو کہتے، لکھتے، دیکھتے، سنتے اور پسند ومقرر رکھتے ہیں۔ بلکہ جو ان کے اس خطاب پر اعتراض کرے عتاب پائے اگر ان میں استغراق حقیقی کا ادنیٰ ایہام بھی ہوتا جس سے متوہم ہو تاکہ یہ امراء خود ان سلاطین پر بھی حاکم وافسر وبالا وبرتر وسردار وسرور ہیں۔ تو کیا امکان تھا کہ اسے ایک آن کے لیے بھی روا رکھتے۔ تو ثابت ہوا کہ عرفِ عام میں امثالِ الفاظ میں استغراقِ حقیقی ارادۃً وافادۃً ہر طرح قطعاً یقیناً متروک ومہجور ہے۔ جس کی طرف اصلاً خیال بھی نہیں جاتا۔ بعینہٖ

marfat.com

بداہۃً یہی حال شہنشاہ کا ہے۔ کیا بجز مجنون کے سوا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ امام اجل ابو العلاء علاء الدین ناصحی، امام اجل ابو بکر رکن الدین کرمانی، علامہ اجل خیر الملۃ والدین رملی، عارف باللہ شیخ مصلح الدین عارف باللہ حضرت امیر، عارف باللہ حضرت حافظ، عارف باللہ حضرت مولوی معنوی، عارف باللہ حضرت مولانا نظامی، عارف باللہ حضرت مولانا جامی فاضل جلیل مخدوم شہاب الدین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقدست اسرارہم کے کلام میں یہ ناپاک معنیٰ مراد ہونا درکنار۔ ایسے سنکر کسی مسلمان کا وہم بھی اس طرف جا سکتا ہے تو بے ارادہ وبے افادہ اگر مجرد احتمال منع کیلئے کافی ہوتا، وہ تمام الفاظ بھی حرام ہوتے۔ حالانکہ خواص عوام سب میں شائع وذائع ہیں۔ خصوصًا قاضی القضاۃ کہ انہیں فقہائے کرام کا لفظا ورقدیما وحدیثا ان کے عامہ کتب میں موجود ہے۔ اس میں اور شہنشاہ میں کیا فرق ہے۔ لاجرم امام قاضی عیاض مالکی المذہب نے فرمایا۔

ومنهم قولهم شاه ملوك وكذا ما يقولون قاضي القضاة اھ نقله في المرقاة۔ اسی کی مانند امام ابن حجر شافعی المذہب نے زواجر میں اپنے یہاں کے بعض ائمہ سے نقل کیا۔ مگر جانتے ہو کہ یہ قاضی القضاۃ[1] کس کا لقب ہے اور کب سے رائج ہے۔ سب میں پہلے یہ لقب ہمارے امام مذہب سیدنا امام ابو یوسف تلمیذ اکبر سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہوا اور اس زمانہ خیر کے ائمہ کرام تبع تابعین و اتباع اعلام نے اسے مقبول ومقرر رکھا۔ اور جب سے آج تک تمام علمائے حنفیہ اور بہت دیگر علمائے مذاہب ثلاثہ میں رائج و جاری وساری ہے۔ امام اجل علامہ بدر الملۃ والدین محمود عینی حنفی عمدۃ

---

[1] امام ماوردی کا لقب "اقضی القضاۃ" تھا۔ کما فی ارشاد الساری وظنی انہ اول من تسمی به وزعم الامام البدر ان هذا ابلغ من قاضی القضاۃ (۱۲ منہ)

marfat.com

القاری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں ۔

اَوَّلُ مَنْ تُسَمّٰی قَاضِیُ الْقُضَاۃِ اَبُوْ یُوْسُفَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَفِیْ زَمَنِہٖ کَانَ اَسَاطِیْنَ الْفُقَھَاءِ وَالْعُلَمَاءِ الْمُحَدِّثِیْنَ فَلَمْ یَنْقُلْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اِنْکَارٌ عَنْ ذٰلِکَ ۔

یعنی سب میں پہلے جس کا لقب قاضی القضاۃ ہوا ، امام اعظم کے شاگرد ، امام ابو یوسف ہیں ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس جناب نے یہ لقب قبول فرمایا ۔ اور ان کے زمانے میں فقہاء ، علماء ، ومحدثین کے اکابر وعمائد تھے ۔ ان میں کسی سے ان کا انکار منقول نہ ہوا ۔

اب ثابت ہوا کہ وہ طعن نہ فقط انہیں ائمہ وفقہاء ، وا ولیاء پر ہوگا ۔ جن سے لفظ شہنشاہ کی سندیں گزریں ، بلکہ ائمہ تبع تابعین اوران کے اتباع اور امام مذہب حنفی ابو یوسف اور اس وقت سے آج تک تمام علمائے حنفیہ اور بکثرت علمائے بقیہ مذاہب سب پر طعن لازم آئے گا ۔ اور اس پر جرأت ظلم شدید وجہل مدید ہوگی ۔ لاجرم بات وہی ہے کہ لفظ جب ارادۃ وافادۃ ہر طرح سے شناعت سے پاک ہے تو صرف احتمال

(بقیہ ص ۲۲ کا)

لانہ افعل التفضیل قال ومن جھلۃ ھذا الزمان من مسطری سجلات القضاۃ یکتبون للنائب اقضی القضاۃ وللقاضی الکبیر قاضی القضاۃ اھ وافقہ الامام القسطلانی اقول وعندی ان الامر بالعکس فانّ اقضی القضاۃ من لہ مزیۃ فی القضاءِ علی سائرالقضاۃ ولایلزم ان یکون حاکما علیھم ومتصرفا فیھم بخلاف قاضی القضاۃ کما نقلنا عن الدر المختار ونظیرہ املک الملوک یصدق اذا کان اکثر ملکا عنھم بخلاف ملک الملوک فھو الذی نسبۃ الملوک الیہ کنسبۃ الرعایا الی الملوک کما لا یخفی فھذا ھو الابلغ وبہ یندفع الاعتراض الامام الماوردی وللہ الحمد منہ عفی عنہ

باطل اُسے ممنوع نہ کردے گا۔ ورنہ سب سے بڑھ کر نازیں تعالیٰ جدک حرام ہو، کہ دوسرے معنی کس قدر شنیع و فظیع رکھتا ہے۔ ہاں صدرِ اسلام میں کہ شرک کی گھٹائیں عالمگیر چھائی ہوئی تھیں۔ تقریر و تطہیر کے ساتھ نہایت تدقیق فرمائی جاتی کہ توحید بر وجہِ اتم اذہان میں متمکن ہو۔ ولہٰذا نہ فقط شہنشاہ بلکہ اَنْتَ سَیِّدُنَا کے جواب میں ارشاد ہوا، اَلسَّیِّدُ اللّٰہُ، سید اللہ ہی ہے۔ ابوالحکم کنیت رکھنے پر فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الْحَکَمُ فَلِمَ تُکْنٰی بِہِ الْحَکَمُ بے شک اللہ ہی حَکم ہے، اور حکم کا اختیار اسی کو ہے۔ تو تیری کنیت ابوالحکم کیوں ہے — رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدُ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ غلاموں کو ارشاد ہوا تھا۔

لَا یَقُوْلُ الْعَبْدُ لِسَیِّدِہٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلَاکُمُ اللّٰہُ — غلام اپنے آقا کو مولیٰ نہ کہے کیونکہ تمہارا مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

ایک حدیث شریف میں آیا۔

لَا تُسَمُّوْا اَبْنَاءَکُمْ حَکِیْمًا وَلَا اَبَا الْحَکَمِ فَاِنَّ اللّٰہَ هُوَ الْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ۔ — اپنے بیٹوں کا نام حکیم یا ابوالحکم نہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی حکیم و علیم ہے۔ رَوَاہُ عَطَاءٌ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ ذَکَرَہُ الْاِمَامُ الْبَدْرُ مَحْمُوْدٌ فِیْ عُمْدَةِ الْقَارِیْ

۵ و ۶۔ ایک حدیث شریف میں آیا۔

اَبْغَضُ الْاَسْمَاءِ اِلَی اللّٰہِ خَالِدٌ وَمَالِكٌ وَذٰلِكَ اِنَّ اَحَدًا لَیْسَ بِخَالِدٍ وَالْمَالِكُ هُوَ اللّٰہُ — اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ دشمن نام خالد و مالک ہیں۔ اس لئے کہ کوئی ہمیشہ نہ رہے گا اور مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے — ذَکَرَہُ الْاِمَامُ السِّنْدِیُّ عَنِ الدَّاوُدِیِّ — یونہی عزیز و حکم ناموں کو تبدیل فرمادیا — سُنَنِ ابی داؤد میں ہے۔

غَیَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِسْمَ

marfat.com

عَزِیْزٍ وَالْحَکَمِ۔ قَالَ وَتَرَکْتُ اَسَانِیْدَھَا اِخْتِصَارًا۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔
لَا تُسَمِّہٖ عَزِیْزًا ـــــ اس کا نام عزیز نہ رکھو ـــــ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطِّبْرَانِی فِی الْکَبِیْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ۔

نیز حدیث شریف میں ہے۔
نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّسَمَّی الرَّجُلُ حَرْبًا اَوْ وَلِیْدًا اَوْ مُرَّۃَ اَوِ الْحَکَمَ اَوْ اَبَا الْحَکَمِ۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ حرب یا ولید یا مُرّہ یا حکم یا ابو الحکم نام رکھا جائے
رَوَاہُ الطِّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ ـــــ حالانکہ یہ الفاظ واوصاف غیر خدا کے لئے خود قرآن عظیم واحادیث واقوال علماء میں بکثرت وارد ـــ قال اللہ تعالےٰ۔

سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (پ ۳ رکوع ۱۲)	سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے

وقال اللہ تعالےٰ۔

وَاَلْفَیَا سَیِّدَھَا لَدَا الْبَابِ (پ ۱۲ رکوع ۱۳)	اور دونوں کو عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا۔

وقال اللہ تعالےٰ۔

فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَھْلِھَا الآیۃ (پ ۵ رکوع ۳)	تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف،

وقال اللہ تعالےٰ۔

وَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ۔ الآیۃ (پ ۶ رکوع ۱۰)	اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ، تو انصاف کے فیصلہ کرو۔

وقال اللہ تبارک وتعالےٰ۔

وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا۔ الآیۃ (پ ۱۶ ر ۴)	اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی،

marfat.com

وقال اللہ تبارک وتعالےٰ۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ الآیۃ (پ۲۸ رکوع ۱۹)	تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے،

وقال اللہ تعالےٰ عن عبدہٖ زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَاۗءِيْ الآیۃ، (پ۱۶ رکوع ۴)	اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے۔

وقال اللہ تعالےٰ۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ ۱ ر ۹)	انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

وقال اللہ تعالےٰ۔

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ (پ۲۳ رکوع ۴)	یہ تو ان کے مالک ہیں۔

وقال اللہ تعالےٰ۔

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ (پ۲۵ رکوع ۱۳)	اور وہ پکاریں گے اے مالک،

وقال اللہ تعالےٰ۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ (پ۲۳ رکوع ۱۰)	اور ہم نے اسے حکمت دیا،

وقال اللہ تعالےٰ۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ (پ۳ رکوع ۴)	اور جسے حکمت ملی، اسے بہت بھلائی ملی۔

وقال اللہ تبارک وتعالےٰ۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۸ رکوع ۱۳)	عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

وقال رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ میں تمام اولاد آدم کا سید (سردار) ہوں۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

marfat.com

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّ اِبْنِی ھٰذَا سَیِّدٌ بے شک یہ میرا بیٹا سید ہے۔ یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رواہُ البخاری عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مَوْلٰی مَنْ لَا مَوْلٰی لَہٗ اللہ اور اس کا رسول ہر بے مولیٰ کے مولیٰ ہیں۔ رواہُ الترمذی وحسنہ وابن ماجۃ عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ لَقَدْ حَکَمْتَ فِیْھِمْ بِحُکْمِ اللّٰہِ بے شک تم نے ان یہود کے بارے میں وہ حکم دیا جو خدائے تعالیٰ کا حکم تھا۔ رواہُ مسلم عن عائشۃ وعن ابی سعید الخدری والنسائی عن سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

اسی حدیث شریف میں ہے، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن سے حکم کے لئے فرمایا۔ انہوں نے عرض کی۔ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ بِالْحُکْمِ۔ حکم دینا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حق ہے۔ رواہُ الحافظ محمد بن عائذ فی المغازی بسندہٖ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما یروی الطبرانی فی اوسطہ۔

حَکِیْمُ اُمَّتِیْ عُوَیْمِرٌ | میری امت کے حکیم ابو درداء ہیں۔

انصار کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْتَ وَاللّٰہِ الْاَعَزُّ الْعَزِیْزُ۔ | یارسول اللہ! خدا تعالیٰ کی قسم حضور ہی سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔

صرف حضور ہی کے لئے عزت ہے۔ رواہُ ابو بکر بن ابی شیبۃ اُستاذُ البخاری ومسلم عن عروۃ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھما

عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عبد اللہ ابن ابی منافق نے اپنے باپ

marfat.com

سے فرمایا۔

اِنَّکَ الذَّلِیْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَزِیْزُ۔ بے شک تو ہی ذلیل ہے اور رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی عزیز وصاحب عزت ہیں۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ونحوہ الطبرانی عن اُسامۃ بن زید رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما

صحابۂ کرام میں بیس سے زائد کا نام حکم ہے، تقریبًا دس کا نام حکیم، اور ساٹھ سے زیادہ کا خالد، اور ایک سو دس سے زیادہ کا مالک۔ ان وقائع اور ان کے امثال کثیرہ پر نظر سے ظاہر ہے کہ ایسی نہی میں شرع مطہر کا مقصود کیا تھا۔ اور اس پر قرینۂ واضحہ یہ ہے کہ خود حدیث شریف میں اس کی تعلیل یوں ارشاد ہوئی کہ لَا مَلِکَ اِلَّا اللّٰہُ۔ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی بادشاہ ہی نہیں۔

ظاہر ہے کہ حصر اسی اَلسَّیِّدُ ھُوَ اللّٰہُ وَمَوْلٰکُمُ اللّٰہُ کے قبیل سے ہے ورنہ خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا۔

وَقَالَ الْمَلِکُ اِنِّیْ اَرٰی (پ ۱۲ ر ۱۵)	اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھیں،

اور فرمایا۔

وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ (پ ۱۲ ر ۱۶)	اور بادشاہ بولا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ،

اور فرمایا۔

اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً (پ ۱۹ رکوع ۱۷)	بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔

امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اس معنیٰ کی طرف اشارہ کیا، حدیث اِنَّمَا الْکَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ (مؤمن کا دل کرم کا خزانہ ہے) کے نیچے فرماتے ہیں، وَقَدْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِیْ یُفْلِسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کَقَوْلِہٖ اِنَّمَا الصُّرَعَۃُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ کَقَوْلِہٖ لَا مَلِکَ اِلَّا اللّٰہُ فَوَصَفَہٗ بِانْتِہَاءِ الْمُلْکِ ثُمَّ ذَکَرَ الْمُلُوْکَ

marfat.com

اَیْضًا قَالَ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا ا ھ

حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صحیح معنیٰ میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن حالتِ افلاس میں ہو۔ جس طرح آپ کا یہ ارشاد گرامی کہ حلیم وبردبار وہ شخص ہے جو غیظ وغضب میں اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھے اور اسی کے ہم مثل آپ کا یہ ارشاد بھی ہے۔ بادشاہت تو صرف اللہ کے لئے ہے۔ یہاں ذاتِ باری تک بادشاہت کی انتہا مانی گئی۔ حالانکہ دوسروں کے لئے بھی بادشاہ ہونے کا ذکر موجود ہے ـــــ چنانچہ فرمایا۔ بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے۔ ۱۲م

وہابیہ وخوارج اسی نکتۂ جلیلہ سے غافل ہو کر شرک وکفر میں پڑے کہ اللہ تعالےٰ تو اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ـــــ حکم تو اللہ ہی کا ہے، فرماتا ہے مولیٰ علی نے کیسے ابو موسیٰ کو حکم فرمایا۔ اللہ تعالےٰ تو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ـــــ فرماتا ہے۔ مسلمانوں نے انبیاء واولیاء سے کیسے استعانت کی۔ اللہ تعالےٰ تو قُلْ لَّا یَعْلَمُ الاٰیۃ فرماتا ہے۔ اہلسنت نے کیسے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اطلاعِ غیوب مان لی، اور ان اندھوں نے نہ دیکھا کہ وہی خدا تعالےٰ فَابْعَثُوْا حَکَمًا۔ (پ ۴) ایک پنچ بھیجو ـــــ اور تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔ (پ ۵) اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو ـــــ اور وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ (پ ۵) اور صبر اور نماز سے مدد چاہو، ـــــ اور اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پ ۲۹ ۱۲) سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے، ـــــ اور یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ (پ ۴) چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے، ـــــ اور تِلْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَآ اِلَیْکَ۔ (پ ۱۲) یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ ـــــ اور یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ۔ (پ ۱) بے دیکھے ایمان لائے، وغیرہا فرما رہا ہے۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ (پ ۱) تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ ۱۲م

marfat.com

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اس مقصد کی شرع کی نظر واقعہ تحریم خمر ہے کہ ابتدا میں نقیر و مزفت جرہ و حنتم یعنی مضبوط برتنوں میں نبیذ ڈالنے سے منع فرمایا تھا کہ تساہل نہ واقع ہو۔ جب اس کی حرمت اور اس سے نفرت مسلمانوں کے دلوں میں جم گئی اور اس سے کامل تحفظ و احتیاط نے قلوب میں جگہ پائی فرمایا۔

اِنَّ ظَرْفًا لَا یُحِلُّ شَیْئًا وَلَا یُحَرِّمُہٗ | برتن کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کرتا۔

بالجملہ ان اکابر ائمہ دعاۃ اولیاء نے مقصود پر نظر فرما کر لفظ شاہنشاہ کا اطلاق فرمایا۔ اور جن کی نظر لفظ پر گئی منع بتایا۔ کَمَا نَقَلَہٗ فِی التتارخانیہ۔ دونوں فریق کے لئے ایک وجہ موجہ ہے۔ لِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا۔ اس کی نظیر واقعہ نماز ظہر یا عصر ہے کہ جب یہودی بنی قریظہ پر لشکر کشی فرمائی۔ عسکر ظفر پیکر میں اس منادی کا حکم فرمایا کہ مَنْ کَانَ سَامِعًا مُطِیْعًا فَلَا یُصَلِّیَنَّ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ ——— جو بات سنتا اور حکم مانتا ہو وہ ہرگز عصر نہ پڑھے مگر آبادی بنی قریظہ میں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم رواں ہوئے۔ راہ میں وقت عصر ہوا۔ اس پر دو فرقے ہو گئے بعض نے کہا۔ لَا نُصَلِّیْ حَتّٰی نَأْتِیَهَا۔ ہم تو جب تک اس آبادی میں پہونچ جائیں نماز نہ پڑھیں گے کہ ہمیں ارشاد فرمایا ہے کہ نماز وہیں پہونچ کر پڑھنا۔ بعض نے کہا۔ بَلْ نُصَلِّیْ لَمْ یُرِدْ مِنَّا ذٰلِکَ۔ بلکہ ہم نماز راہ ہی میں پڑھ لیں گے۔ ارشاد سے مقصود جلدی تھی نہ یہ کہ نماز قضا کر دی جائے۔ غرض کچھ نے نماز راہ میں پڑھ لی۔ اور جا ملے۔ کچھ نے نہ پڑھی۔ یہاں تک کہ عشا کے وقت وہاں پہونچے۔ دونوں فریق کا حال بارگاہِ اقدس میں معروض ہوا۔ وَلَمْ یُعَنِّفْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی پر اعتراض نہ فرمایا ——— رَوَاہُ الْاَئِمَّۃُ مِنْهُمُ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا ——— علماء فرماتے ہیں ایک فریق نے مقصود پر نظر کی اور دوسرے نے لفظ کو دیکھا۔

marfat.com

اقول: یعنی اور اس پر عمل خلاف مقصود نہ تھا بخلاف جمود ظاہر یہ کہ مقصود سے یکسر دور پڑتا۔ اور احکام شرعیہ کو معاذ اللہ محض بے معنی ٹھیراتا ہے — کَمَا هُوَ مَعْهُوْدٌ مِّنْ دَابِهِمْ — لہٰذا فریقین میں کسی پر ملامت نہ فرمائی۔ یہی حال یہاں ہے۔

ثانیاً: اسے یوں بھی تقریر کر سکتے ہیں کہ مانعین نے ظاہر نہی پر نظر کی کہ اس میں اصل تحریم ہے۔ اور اطلاق کرنے والوں نے دیکھا کہ لفظ ارادۃ و افادۃ ہر طرح شناعت سے پاک ہے تو نہی صرف تنزیہی ہے کہ منافی جواز و اباحت نہیں۔ جس طرح حدیث میں ارشاد ہوا۔

لَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّيْ۔	غلام اپنے آقا کو اپنا رب نہ کہے۔

اور فرمایا۔

لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اَسْقِ رَبَّكَ اَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ وَلَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ رَبِّيْ۔

تم میں سے کوئی نہ کہے کہ اپنے رب کو پانی پلا، اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، اور نہ کوئی کسی کو اپنا رب کہے۔

اور علماء نے تصریح فرمائی کہ یہ نہی صرف تنزیہی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح صحیح مسلم شریف میں اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اَلنَّهْيُ لِلْاَدَبِ وَكَرَاهَةِ التَّنْزِيْهِ لَا لِلتَّحْرِيْمِ۔	ممانعت بطور ادب ہے، اور کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی،

امام بخاری اپنی صحیح میں فرماتے ہیں۔

بَابُ كَرَاهَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيْقِ وَقَوْلِهِ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ وَقَالَ عَبْدًا مَمْلُوْكًا وَاذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ اَيْ عِنْدَ سَيِّدِكَ۔

یہ باب ہے اس بارے میں کہ غلام پر زیادتی مکروہ ہے اور آقا کے اس قول

marfat.com

کے سلسلہ میں کہ یہ میرا عبد اور میری باندی ہے ۔ اور اللہ عزوجل کا یہ ارشاد
اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔ (پ ۱۸ رکوع ۱۰) اور فرمایا۔ عَبْدِہٖ مملوک
اور مجھے اپنے رب یعنی اپنے آقا کے پاس یاد کرو۔ ۱۲م

اِمام عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ذَکَرَ ھٰذا کُلَّہٗ دَلِیْلًا لِجَوَازِ اَنْ یَّقُوْلَ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ وَاَنَّ النَّھْیَ الَّذِیْ وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ عَنْ قَوْلِ الرَّجُلِ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ وَعَنْ قَوْلِہٖ اَسْقِ رَبَّکَ وَنَحْوَہٗ لِلتَّنْزِیْہِ لَا لِلتَّحْرِیْمِ۔

یہ تمام باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ (مملوک اور مملوکہ) کو عبدی اور امتی،
(میرا بندہ میری باندی) کہنا جائز ہے۔ اور احادیث کریمہ میں جو یہ وارد ہے
کہ کوئی آدمی عبدی (میرا عبد) اور امتی (میری باندی) نہ کہے۔ یونہی اپنے رب
کو پانی پلا، نہ کہے یا اس قسم کی دیگر ممانعت تو یہ تحریم کے لئے نہیں ——
بلکہ تنزیہہ کے لئے ہے۔ ۱۲م

اِمام قسطلانی اِرشاد السّاری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں،

فَاِنْ قُلْتَ قَدْ قَالَ تَعَالٰی اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ وَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ اُجِیْبَ بِاَنَّہٗ وَرَدَ لِبَیَانِ الْجَوَازِ وَالنَّھْیُ لِلْاَدَبِ وَالتَّنْزِیْہِ دُوْنَ التَّحْرِیْمِ۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے "مجھے اپنے رب کے پاس یاد کرو" اور اپنے
رب کی طرف لوٹو" تو جواب یہ ہوگا کہ یہ بیانِ جواز کیلئے ہے اور نہی تحریم کے لئے
نہیں بلکہ محض تادیبا اور تنزیہا ہے۔ ۱۲م

ثالثًا: مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور مقدس میں فرماتا ہے۔

اِمْتَلَأَتِ الْاَرْضُ مِنْ تَحْمِیْدِ اَحْمَدَ وَتَقْدِیْسِہٖ وَمَلَکَ الْاَرْضَ وَرِقَابَ الْاُمَمِ۔

زمین بھر گئی احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حمد اور اس کی پاکی کے بیان سے، احمد

مالک ہوا تمام زمین اور سب امتوں کی گردنوں کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

امام احمد مسند، اور عبد اللہ بن احمد زوائد مسند، اور امام طحاوی شرح معانی الآثار، اور امام بغوی و ابن السکن و ابن ابی عاصم و ابن شاہین و ابن ابی خیثمہ و ابو یعلیٰ بطرق عدیدہ حضرت اعشیٰ مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ وہ خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں فریادی آئے۔ اور اپنی عرضی حضور میں گزاری، جس کی ابتداء یہ تھی۔ یَا مَالِکَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبِ۔ اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا وسزا دینے والے ـــــ مسند احمد و شرح معانی الآثار میں مَالِکُ النَّاسِ ہے۔ اور زوائد مسند بر ثلثہ متصلہ کی روایت سے بعض نسخ میں یَا مَلِکَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبِ ـــــ یعنی اے تمام آدمیوں کے بادشاہ اور عرب کے جزا دہندہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکی فریاد کو سنکر حاجت روائی فرمائی۔ پرظاہر کہ آدمیوں اور امتوں میں سلاطین وغیر سلاطین سب داخل ہیں۔ جب حضور تمام آدمیوں کے مالک، تمام آدمیوں کے بادشاہ تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں تو بلا شبہہ تمام بادشاہوں کے بھی مالک، تمام سلاطین کے بھی بادشاہ، تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہوئے۔ مَلِکَ النَّاسِ کا نسخہ تو عین مدعا ہے اور مَالِکُ النَّاسِ اس سے بھی اعظم واعلیٰ ہے کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتا ہے، ان کی گردنوں کا مالک نہیں ہوتا ـــــ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم آیت وحدیث جلیل تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہیں وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ زمخشری معتزلی نے کشاف سورۂ ہود میں زیر قولہ تعالیٰ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ ۝ اقضی القضاۃ پر اعتراض کیا۔ امام ابن المنیر سنی نے انتصاف میں اس کا رد فرمایا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ـــــ اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ، اس سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ یعنی جب اقضیٰ کی اضافت

سب کی طرف ہے اور اس میں قضاۃ بھی داخل، تو اقضاکم سے اقضی القضاۃ بھی حاصل۔ ظاہر ہے کہ اقضاکم عموم میں مالک الناس و ملک الناس و مالک رقاب الامم کے برابر نہیں کہ وہ بظاہر صرف مخاطبین سے خاص ہے۔ تو ان الفاظ کریمہ سے مالک الملوک و ملک الملوک و مالک رقاب الملوک و شہنشاہ بدرجۂ اولی ثابت، بس آیت و حدیث میں ان ارشادات عالیہ کا آنا دلیل روشن ہے کہ نہی صرف اسی طور پر ہے جیسے مولی و سید کہنے سے منع فرمایا۔ حالانکہ قرآن و حدیث خود ان کا اطلاق فرما رہے ہیں۔ وللہ الحمد

رابعاً: اگر یہاں کوئی حدیث دربارۂ نہی ثابت بھی ہو تو کلام مذکور اس کے لئے کافی و وافی ہے۔ نظر دقت میں یہاں ایک حدیث ابن النجار ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلاً یَقُوْلُ شَاھَانِ شَاہ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللّٰہُ مَلِکُ الْمُلُوْکِ۔

—— یعنی ایک شخص نے دوسرے کو پکارا، اے شاہان شاہ۔ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سُنکر فرمایا، شاہان شاہ اللہ ہے اُسکی تو صحت بھی ثابت نہیں، رہی حدیث جلیل صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ صحیحین و سنن ابو داؤد و جامع ترمذی میں مروی۔

اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَجُلٌ تَسَمّٰی مَلِکَ الْاَمْلَاکِ

روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب ناموں میں زیادہ ذلیل و خوار وہ شخص ہے جس نے اپنا نام ملک الاملاک رکھا۔

یہ بداہتہً صاف بتا دیل ہے کہ وہ شخص خود نام نہیں، اور اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ وہ شخص سب سے برا نام ہے۔ علماء نے اس میں دو تاویلیں فرمائیں ایک یہ کہ مجازاً نام سے ذات مراد ہے۔ یعنی روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب آدمیوں سے بدتر وہ شخص ہے جس نے اپنا یہ

marfat.com

نام رکھا۔ دوسری یہ کہ خبر میں حذف مضاف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز قیامت سب ناموں سے بدتر یہ نام ہے۔ مصابیح و اشعۃ اللمعات و سراج المنیر شرح جامع صغیر میں تاویل ثانی ذکر کی۔ امام قرطبی نے مفہم، اور امام نووی نے منہاج اور علامہ مفتی نے حواشی جامع صغیر میں اول پر جزم و اختصار کیا — فیض القدیر میں قرطبی سے ہے۔

اَلْمُرَادُ بِالْاِسْمِ الْمُسَمّٰی بِدَلِیْلِ رِوَایَۃِ اَغْیَظُ رَجُلٍ وَاَخْبَثُہٗ۔

نام سے ذات مراد ہے کیونکہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں آدمیوں میں سب سے بدتر اور خبیث ۱۲م

شرح امام نووی میں ہے۔

قَالُوْا مَعْنَاہُ اَشَدُّ ذُلًّا وَصَغَارًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَالْمُرَادُ صَاحِبُ الْاِسْمِ وَتَدُلُّ عَلَیْہِ الرِّوَایَۃُ الثَّانِیَۃُ اَغْیَظُ رَجُلٍ۔

علماء نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ ذلیل و حقیر، اور اس سے مراد مسمی ہے جیسا کہ دوسری روایت میں اَغْیَظُ رَجُلٍ۔ (لوگوں میں سب سے بدتر) کا لفظ بتا رہا ہے۔ ۱۲م

حواشی حفنی میں ہے۔

اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ اَیْ مُسَمَّی الْاَسْمَاءِ بِدَلِیْلِ قَوْلِہٖ رَجُلٌ لِاَنَّہُ الْمُسَمّٰی لَا الْاِسْمُ۔

ناموں میں سب سے زیادہ ذلیل یعنی نام والوں میں سب سے زیادہ ذلیل، کیونکہ ایک روایت میں رَجُلٌ (آدمی) کا لفظ آیا ہے۔ اور آدمی مسمی ہے نہ کہ اسم، ۱۲م

علامہ طیبی نے شرح مشکوۃ، پھر علامہ قسطلانی نے شرح بخاری پھر علامہ مناوی نے فیض القدیر، پھر تیسیر شرح جامع صغیر اور علامہ طاہر نے مجمع البحار، اور علامہ علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں دونوں ذکر فرمائیں، طیبی پھر ارشاد الساری پھر فیض القدیر نے اشارہ کیا کہ تاویل اول ابلغ ہے۔

حَیْثُ قَالَ اَعْنِی الطِّیْبِیَّ یُمْکِنُ اَنْ یُّرَادَ بِالْاِسْمِ الْمُسَمّٰی اَیْ اَخْنَعُ الرِّجَالِ کَقَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی

marfat.com

وَفِیْہِ مُبَالَغَۃٌ لِاَنَّہٗ اِذَا قُدِّسَ اسْمُہٗ عَمَّا لَا یَلِیْقُ بِذَاتِہٖ فَذَاتُہٗ بِالتَّقْدِیْسِ اَوْلٰی وَاِذَا کَانَ الْاِسْمُ مَحْکُوْمًا عَلَیْہِ بِالصَّغَارِ وَالْھَوَانِ فَکَیْفَ الْمُسَمّٰی بِہٖ — اھ نَقَلَہٗ فِیْ فَیْضِ الْقَدِیْرِ وَنَحْوَہٗ فِی الْاِرْشَادِ،

چنانچہ طیبی نے کہا یہاں اسم سے مسمیٰ مراد لیا جا سکتا ہے۔ یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل و پست، جیسا کہ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد، اپنے رب اکبر کے نام کی پاکی بولو اور اس میں مبالغہ ہے کیونکہ جب نامناسب چیزوں سے اسم الٰہی کی تقدیس ضروری ہے تو خود ذات باری تقدیس کی کتنی مستحق ہوگی۔ لہٰذا جب (ملک الملوک جیسے) نام پر ذلت و حقارت کا حکم ہے تو اس کے مسمیٰ کا کیا حال ہوگا ۱۲م

مرقاۃ نے تصریح کی کہ یہی تاویل بہتر ہے۔

حَیْثُ قَالَ بَعْدَ نَقْلِہٖ نَحْوَمَا مَرَّ عَنِ الْفَیْضِ وَمِثْلَ مَا فِی الْاِرْشَادِ مَا نَصُّہٗ، وَھٰذَا التَّاوِیْلُ اَبْلَغُ وَاَوْلٰی لِاَنَّہٗ مُوَافِقٌ لِرِوَایَۃِ اَغْیَظُ رَجُلٍ

چنانچہ فیض القدیر کی مذکورہ عبارت کے ہم معنی اور عبارت ارشاد کے ہم مثل ایک عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا —— یہ تاویل بلیغ تر اور سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ اس روایت کے مطابق ہے جس میں ایسے نام رکھنے والوں کو سب سے زیادہ خبیث بتایا۔ ۱۲م

بلکہ تاویل دوم پر افعل التفضیل اس کے غیر پر صادق آئے گا کہ بلاشبہہ ملک الاملاک نام رکھنے سے اللہ یا رحمٰن نام رکھنا بدرجہا بدتر و خبیث تر ہے ابو العاہیہ شاعر کی نسبت منقول ہوا کہ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمٰن۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ پھر اس نے اس سے توبہ کر لی تھی۔ فیض القدیر علامہ مناوی میں ہے۔

مِنَ الْعَجَائِبِ الَّتِیْ لَا تَخْطُرُ بِالْبَالِ مَا نَقَلَہُ ابْنُ بَزِیْزَۃَ عَنْ بَعْضِ شُیُوْخِہٖ اَنَّ اَبَا الْعَتَاھِیَۃِ کَانَ لَہٗ ابْنَتَانِ تُسَمّٰی اِحْدٰھُمَا اللّٰہَ وَالْاُخْرٰی الرَّحْمٰنُ وَھٰذَا مِنْ عَظِیْمِ الْقَبَائِحِ وَقِیْلَ اِنَّہٗ تَابَ

ابن بزیزہ نے اپنے بعض مشائخ سے ایک ایسی تعجب خیز بات نقل کی ہے جس

کا دل میں خطرہ بھی نہیں گزرتا، وہ یہ کہ ابو العاصیہ کے دو بیٹیاں تھیں۔ انہوں نے ایک کا نام "اللہ" اور دوسرے کا نام "رحمٰن" رکھا تھا۔ اور یہ تو بڑی ہی قبیح بات ہے اور ایک قول کے مطابق وہ اس سے تائب ہوگیا تھا۔ ۱۲م

اور قاطع ہر کلام یہ کہ حدیث کی تفسیر کرنے والا خود حدیث سے بہتر کون ہوگا۔ یہی حدیث صحیح مسلم شریف کی دوسری روایت میں ان لفظوں سے ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَخْبَثُهٗ وَاَغْيَظُهٗ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ۔

قیامت کے دن سب سے زیادہ خدا کے غضب میں اور سب سے بڑھ کر خبیث اور سب سے زیادہ خدا کا مبغوض وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک کہا جاتا تھا۔ بادشاہ کوئی نہیں خدا تعالےٰ کے سوا۔ [1]

بالجملہ حدیث حکم فرما رہی ہے کہ اس نام والا روز قیامت تمام جہان سے زیادہ خدا تعالےٰ کے غضب و عذاب میں ہے۔ امام قاضی عیاض نے فرمایا۔ اَیْ اَکْبَرُ مَنْ یُّغْضَبُ عَلَیْہِ۔ یعنی سب سے بڑھ کر جس پر غضب الہٰی ہوگا۔ علامہ طیبی نے کہا۔ یعذبہ اشد العذاب۔ ا للہ

---

[1] تبعنا فیہ الشراح وقد اضطربوا فی تاویل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اغیظ رجل علی اللہ اضطرابا کثیرا وحاملھم علیہ ان ظاہرا للغیظ کون اشد تغیظا علی اللہ فیکون الغیظ صادرا منہ ومتعلقا بہ تعالٰی وھو خلاف عن المقصود فان المراد بیان شدۃ غضب اللہ تعالٰی علیہ وھذا معنی ما قال الطیبی ان علی ھھنا لیست بصلۃ الاغیظ کما یقال اغتاظ علی صاحبہ وتغیظ علیہ لان المعنی یاباہ کما لا یخفی ثم اخذ فی التاویل فقال ولکن بیان کا مر لما قیل اغیظ رجل قیل علی من قیل علی اللہ اھ۔ وانت تعلم انہ لم یأت بشیٔ وانما (بر ص ۳۸)

تعالیٰ اسے سخت تر عذاب فرمائے گا۔ تقدّمہما فی المرقاۃ۔ اور شک نہیں کہ سب سے سخت تر عذاب وغضب نہ ہوگا مگر کافر پر، اور "ملک الاملاک" نام رکھنا بالاجماع کفر نہیں ہو سکتا۔ جب تک استغراق حقیقی مراد نہ لے۔ تو حاصلِ حدیث یہ نکلا کہ جس شخص نے بدعوئ الوہیت وخدائی اپنا نام ملکُ الاملاک، رکھا اس پر سب سے زیادہ سخت عذاب وغضب ربّ الارباب ہے۔ اور یہ قطعاً حق ہے اور اسے ماتحن فیہ سے علاقہ نہیں کما لا یخفی

خامساً: اس معنیٔ حق حقیقت سے جس میں وہ نام رکھنے والا ضرور بہ صفتِ خاص ربّ العزّت بلکہ الوہیت سے بھی بڑھ کر منزلت کا مدعی قطعاً مستحقِ اشدّ العذاب الابدی ہے۔ تنزّل کیجئے تو علماء نے سبب نہی یہ بتایا ہے کہ اس نام سے اس کا متکبر ہونا پیدا ہے۔ شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی میں ہے اَلْمَالِکُ الْحَقِیْقِیُّ لَیْسَ اِلَّا ھُوَ وَمَالِکِیَّۃُ الْغَیْرِ مُسْتَرَدَّۃٌ اِلٰی مَالِکِ الْمُلُوْکِ فَمَنْ تَسَمّٰی بِذٰلِکَ نَازَعَ اللّٰہَ سُبْحٰنَہٗ فِیْ رِدَاءِ کِبْرِیَائِہٖ وَاسْتَنْکَفَ اَنْ یَکُوْنَ عَبْدَہٗ لِاَنَّ وَصْفَ الْمَالِکِیَّۃِ مُخْتَصٌّ بِاللّٰہِ

(بقیہ ص ۴۷ کا) جعلہ صلۃ الا غیظ کما کان وقال القاضی الامام اسم تفضیل بنی للمفعول اھ۔ اقولُ: وانت تعلم انہ خلاف الاصل ثم بھذا التاویل لما صار الغیظ مضافا الی اللّٰہ تعالیٰ وھو محال منہ لانّہ غضب العاجز عن الانتقام کما فی المرقاۃ احتاجوا الی تاویلہ بانہ مجاز عن عقوبتہ کما فی النھایۃ والطیبی والمرقاۃ۔ ثم بعد ھذا الکل لم تتضح کلمۃ علی فالتجأ القاری الی انہ علی حذف مضاف ای بناء علی حکمہ تعالیٰ اھ۔ اقولُ، ولا یخفی علیک ما فیہ من البعد الشدید وبالجملۃ رجع الکلام علی تاویلھما الی ان اشد الناس مغضوبیۃ بناء علی حکم اللّٰہ تعالیٰ وانا اقول ۱۲ باللّٰہ التوفیق ان جعلنا الغیظ وھو غضب العاجز صادرا عن الرجل وعلی صلۃ لہ تخلصنا عن ذلک کلہ ولا نستلم

(بر ص ۴۹)

marfat.com

تعالیٰ لا یتجاوزہ والمملوکیۃ بالعبد لا یتجاوز فمن تعدی طورہ فلہ فی الدنیا الخزی والعار فی الآخرۃ الالقاء فی النار

مالک حقیقی تو صرف وہی ذات ہے اور دوسروں کی بادشاہت وملکیت اسی شہنشاہ کی رہین منت تو جس نے (ملک الملوک) اپنا نام رکھا تو اس نے کبریائی کی چادر میں اللہ سے منازعت مول لی۔ اور اپنے کو بندۂ خدا ہونے سے تکبر کیا۔ کیونکہ مالک ہونا ایک ایسا وصف ہے جو ذاتِ باری کے ساتھ خاص ہے۔ دوسروں میں یہ پایا نہیں جاسکتا۔ یونہی مملوک ہونا یہ بندوں کے ساتھ خاص ہے ان سے متجاوز نہیں ہوسکتا۔ تو جو اس دائرۂ کار سے آگے بڑھ گیا وہ دنیا میں رسوا اور ذلیل اور آخرت میں عذابِ نار کا سزاوار ہے

مرقاۃ میں ہے۔

المَلِکُ الحَقِیقِی لَیسَ اِلَّا ھُوَ وَمِلکِیَّۃُ غَیرِہٖ مُستَعَارَۃٌ فَمَن سُمِّیَ بِھٰذَا الاِسمِ نَازَعَ اللہَ بِرِدَاءِ کِبرِیَائِہٖ وَلَمَّا استَنکَفَ اَن یَّکُونَ عَبدَ اللہِ جُعِلَ لَہُ الخِزیُ عَلٰی رُؤُسِ الاَشھَادِ۔

مالک حقیقی تو وہی ذات ہے اور دوسروں کی ملکیت عارضی۔ لہٰذا جس نے اس نام (ملک الملوک) سے اپنا نام رکھا۔ اس نے ردائے الٰہی اور اس کی کبریائی سے

(ص ۳۸ کا)

اباء المعنیٰ فان المجرم المعذب الکافر بعظمۃ الملک ونعمتہ لا بُدَّ لہ من التغیظ علی الملک عند حلول نقمتہ بہ وکلما کان اشد عذابا کان اشد تغیظا والتہابا فکان کنایۃ عن انہ اشد الناس عذابا وناسب ذکرہ بھذا الوجہ اشارۃ الی کونہ متکبرا علی ربہ منازعا لہ فی کبریائہ فاذا احس من العذاب جعل یتغیظ علی من لا یقدر علیہ ولا یستطیع الفرار منہ وقد کان یزعم مساواۃ فی العظمۃ والاقتدار فمن یقدر قدر تغیظہ الا الواحد القہار والعیاذ باللہ العزیز الغفار واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۱۲ ـــــ منہ عفی عنہ

منازعت کی ـــــ اور جب اس نے بندۂ خدا ہونے سے تکبر کیا تو علی الاعلان ذلت و رسوائی اس کے لئے مقرر کر دی گئی۔ ۱۲م

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے۔

اِنَّ مَالِكَ لِجَمِيعِ الْخَلَائِقِ اِلَّا اللّٰهُ وَمَالِكِيَّةُ الْغَيْرِ مُسْتَرَدَّةٌ اِلٰى مَلِكِ الْمُلُوْكِ فَمَنْ تَسَمّٰى بِذٰلِكَ نَازَعَ اللّٰهَ فِي رِدَاءِ كِبْرِيَائِهٖ وَاسْتَنْكَفَ اَنْ يَكُوْنَ عَبْدَ اللّٰهِ۔

مخلوقات کا مالک تو صرف اللہ ہے۔ اور غیر کا مالک ہونا اسی شہنشاہ کا صدقہ ہے تو جس نے یہ (ملک الملوک) نام رکھا تو اس اللہ عز و جل سے اسکی کبریائی کی چادر میں منازعت مول لی اور بندۂ الٰہی ہونے سے تکبر کیا۔ ۱۲م

بعینہٖ یوں ہی سراج المنیر میں ہے۔

مِنْ قَوْلِهٖ فَمَنْ تَسَمّٰى بِذٰلِكَ الخ۔ ارشاد الساری میں ہے۔

اَلْمَالِكُ الْحَقِيْقِيُّ لَيْسَ اِلَّا هُوَ مِثْلُ مَا مَرَّ عَنِ الطِّيْبِيِّ اِلٰى قَوْلِهٖ اِسْتَنْكَفَ اَنْ يَكُوْنَ عَبْدَ اللّٰهِ وَزَادَ فَيَكُوْنُ لَهُ الْخِزْيُ وَالنَّكَالُ۔

مالکِ حقیقی تو صرف وہی ذات ہے۔ اِسْتَنْكَفَ اَنْ يَكُوْنَ عَبْدَ اللّٰهِ (اللہ کا بندہ ہونے سے تکبر کیا۔ تک مِنْ وَعَنْ طیبی کے قول کی طرح البتہ اس میں فَيَكُوْنُ لَهُ الخ کا لفظ زائد ہے۔ یعنی اس کے لئے ذلت و رسوائی۔ ۱۲م

اِن سب عبارات کا حاصل یہ کہ علتِ نہی یہ ہے کہ اس نے تکبر کیا، اور تعالٰی کا بندہ بننے سے نفرت کی۔ اِن کلمات کو اگر ان کی حقیقت پر رکھیئے جب تو وہی وجہ سابق ہے کہ حدیث اسی کی نسبت ہے جو حقیقی اصلی شاہنشاہی یعنی الوہیت کا مدعی اور عبدیت سے منکر ہو۔ ورنہ کم از کم اس قدر ضرور کہ علتِ منع تکبر بتاتے ہیں۔ تو ممانعت خود اپنے آپ شہنشاہ کہنے سے ہوئی کہ اپنی تعظیم کی اور اپنے آپ کو بڑا جانا۔ دوسرے نے اگر معظمِ دینی کی تعظیم کی اسے خدا تعالٰی کے بڑا کہنے سے بڑا جانا تو اسے تکبر سے کیا علاقہ، اب یہ حدیث اس طرف کی طرف راجع ہوئی کہ آقا کو منع فرمایا کہ اپنے

marfat.com

غلام کو اپنا بندہ نہ کہے۔ حالانکہ قرآن وحدیث واقوال جمیع علمائے امت میں واقع ہے ـــــ قال اللہ تبارک وتعالٰے

وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ (پ ۱۸) | اور اپنے لائق بندوں

وقال صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم،

لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ فِیْ عَبْدِہٖ وَلَا فَرَسِہٖ صَدَقَۃٌ۔ | مسلمان کے (عبد) غلام اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔

اِس مسئلے کی تحقیق فما دلائے فقیر میں بحمد اللہ تعالٰے بر وجہ اتم ہے امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

قَالَ فِیْ مَصَابِیْحِ الْجَامِعِ سَاقَ الْمُؤَلِّفُ فِی الْبَابِ قَوْلَہٗ تَعَالٰی وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ۔ وَقَوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ تَنْبِیْھًا عَلٰی اَنَّ النَّھْیَ اِنَّمَا جَاءَ مُتَوَجِّھًا عَلٰی جَانِبِ السَّیِّدِ اِذْ ھُوَ فِیْ مَظِنَّۃِ الْاِسْتِطَالَۃِ فَاِنَّ قَوْلَ الْغَیْرِ ھٰذَا عَبْدُ زَیْدٍ وَھٰذِہٖ اَمَۃُ خَالِدٍ جَائِزٌ لِاَنَّہٗ یَقُوْلُہٗ اِخْبَارًا وَتَعْرِیْفًا وَلَیْسَ فِیْ مَظِنَّۃِ الْاِسْتِطَالَۃِ وَالْاٰیَۃُ وَالْحَدِیْثُ مِمَّا یُؤَیِّدُ ھٰذَا الْفَرْقَ۔

مصابیح الجامع میں فرمایا کہ مؤلف کا باب کی مناسبت سے اللہ عزّ وجلّ کا یہ ارشاد دیا اپنے لائق بندوں اور کنیزوں۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ، پیش کرنا اس بات پر تنبیہ کے لئے ہے کہ ممانعت خود ذات سید کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے۔ کیونکہ یہ کبر کی جا ہے۔ رہا کسی غیر کا یہ کہنا یہ زید کا عبد (غلام) ہے، یہ خالد کی باندی ہے، تو یہ جائز ہے کیونکہ اس قول سے مقصود خبر دینا اور تعریف کرنا ہے۔ یہاں کبر و نخوت کی کوئی جگہ نہیں۔ آیت کریمہ اور حدیث پاک سے بھی اسی فرق کی تائید ہوتی ہے

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے۔

اَلْمَعْنٰی فِیْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ رَاجِعٌ اِلَی الْبَرَاءَۃِ مِنَ الْکِبْرِ۔

یہ معنی کبر و نخوت سے براءت کے لئے ہے۔

شرح السنۃ امام بغوی پھر مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے۔

مَعْنیٰ ھٰذَا رَاجِعٌ اِلَی الْبَرَاءَۃِ مِنَ الْکِبْرِ وَالْتِزَامِ الذُّلِّ وَالْخُضُوْعِ

یہ تمامی تاویلات کبر اور ذلت وخواری کے التزام سے برارت کے لئے ہے ۱۲م

اِن سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ یہ ساری ممانعتیں تکبر سے بچنے کے لئے ہیں۔ اور یہ کہ تکبر خود اپنے کہنے میں ہو سکتا ہے۔ دوسرے کو کہنے میں تکبر کا کیا محل، پھر اپنے آپ کو کہنے میں بھی حقیقۃً حکم نیت پر دائر ہو گا، اگر بوجہ تعلّی وتکبر ہے قطعاً حرام، ورنہ نہیں فَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی۔ اعمال کا دار ومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے کیا ——— اس کی نظیر یہی کہ اپنے غلام کو اے میرے بندے! کہنا یہ بہ نیت تکبر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں ——— امام نووی پھر امام عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ بِالنَّھْیِ مَنِ اسْتَعْمَلَہٗ عَلٰی جِھَۃِ التَّعَاظُمِ لَا مَنْ اَرَادَ التَّعْرِیْفَ

ممانعت سے مراد اس خاص صورت میں ممانعت ہے جب اسے بڑائی بیان کرنے کے لئے استعمال کرے اور جس کی مراد دوسرے کی تعریف ہو اس کے لئے ممانعت نہیں ۱۲م

مرقاۃ میں ہے ———

وَلِھٰذَا قِیْلَ فِیْ کَرَاھَۃِ ھٰذِہِ الْاَسْمَاءِ وَھُوَ اَنْ یَّقُوْلَ ذٰلِکَ عَلٰی طَرِیْقِ التَّطَاوُلِ عَلَی الرَّقِیْقِ وَالتَّحْقِیْرِ لِشَانِہٖ وَاِلَّا فَقَدْ جَاءَ بِہِ الْقُرْاٰنُ قَالَ اللہُ تَعَالٰی: وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ وَقَالَ: اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ۔

اس وجہ سے بعض علماء نے کہا۔ ایسا نام رکھنا اس وقت مکروہ ہے جب کہنے والے کا مقصد غلام پر فخر کرنا اور اس کی شان کی حقارت ظاہر کرنا ہو۔ ورنہ خود قرآن ناطق ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ "اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا، اور فرماتا ہے۔ "اور اپنے آقا کے پاس ہمیں یاد کرو" ۱۲م

اشعۃ اللمعات میں ہے۔

وگفتہ اند کہ منع ونہی از اطلاقِ عبد وأمۃ بر تقدیرے است کہ بر وجہ تطاول وتحقیر وتصغیر باشد۔ وَالّا اطلاقِ عبد وأمۃ در قرآن واحادیث آمدہ

علما نے فرمایا ہے کہ اپنے غلام اور باندی پر عبد اور اَمہ کا اطلاق اس صورت میں منع ہے جب یہ ازراہِ تکبر اور تحقیر وتصغیر ہو۔ ورنہ خود قرآن واحادیث میں لفظ عبد اور اَمۃ موجود ہے۔ ۱۲ م

دوسری نظیر اپنے آپ کو عالم کہنا ہے کہ بر سبیل تفاخر حرام ورنہ جائز، حدیث شریف میں ہے ـــــ مَنْ قَالَ اَنَا عَالِمٌ فَهُوَ جَاهِلٌ۔ جو شخص یہ کہے کہ میں عالم ہوں وہ جاہل ہے ـــــ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا ـــــ حالانکہ نبی اللہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ۔ بے شک میں حفاظت کرنے والا ہوں، عالم ہوں۔

تیسری نظیر اسبال ازار ہے۔ یعنی تہ بند یا پائچے ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہونچتے رکھنا کہ اس کے بارے میں کیا کیا سخت وعیدیں وارد، یہاں تک کہ فرمایا۔

ثَلٰثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ ـــــ تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت ان سے بات نہ کرے گا۔ اور ان کی طرف نظر نہ فرمائے گا۔ اور نہیں پاک نہیں کرے گا۔ اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔ یہ تہ بند لٹکانے والا اور دے کر احسان رکھنے والا۔ اور جھوٹی قسم کھاکر اپنا مال چلتا کرنے والا رَوَاهُ السِّتَّةُ اِلَّا الْبُخَارِیَّ عَنْ اَبِیْ ذَرِّ الْغِفَارِیِّ عَلَیْهِ رِضْوَانُ الْبَارِیْ۔

پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

اِنَّ اِزَارِیْ یَسْتَرْخِیْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهٗ ـــــ یا رسول اللہ بیشک میرا تہ بند ضرور لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی خاص احتیاط اور خیال

marfat.com

رکھوں ـــــ فرمایا ـ اَنْتَ لَسْتَ مِمَّنْ یَفْعَلُهٗ خُیَلَاءَ ـــــ تم ان میں سے نہیں ہو جو براہِ تکبر و ناز ایسا کریں ـــــ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَاَبُوْدَاوٗدُ وَالنَّسَائِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ـ

سَادِسًا: حدیث میں ممانعت ہے تو نام رکھنے کی. کسی کے وصف میں کوئی بات بیان کرنے اور نام رکھنے میں بڑا بل ہے. آخر نہ دیکھا کہ حدیثوں میں عزیز و حکم و حکیم نام رکھنے کی ممانعت آئی. اور عزت و حکم و حکمت سے قرآن و حدیث میں بندوں کا وصف فرمایا گیا. جن کی سندیں اوپر گزریں نیز اس کی نظیر حابس الفیل و سائق البقرات ہے کہ رب عزوجل کے یہ نام رکھنا حرام اور وصف وارد، جب واقعہ حدیبیہ میں ناقہ قصواء شریف بیٹھ گیا۔ اور لوگوں نے کہا ناقہ نے سرکشی کی. تو رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا. نہ اس نے سرکشی کی نہ اس کی یہ عادت، وَلٰکِنْ حَبَسَھَا حَابِسُ الْفِیْلِ ـــــ بلکہ اسے حابس فیل نے روک دیا. یعنی جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو بٹھا دیا اور کعبہ معظمہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا عزجلالہ. زرقانی علی المواہب میں علامہ ابن المنیر سے ہے.

یَجُوْزُ اِطْلَاقُ ذٰلِکَ فِیْ حَقِّ اللّٰہِ تَعَالٰی فَیُقَالُ حَبَسَھَا اللّٰہُ حَابِسُ الْفِیْلِ وَاِنَّمَا الَّذِیْ یُمْکِنُ اَنْ یُّمْنَعَ تَسْمِیَتُہٗ سُبْحَانَہٗ حَابِسَ الْفِیْلِ وَنَحْوَہٗ اھ قَالَ الزُّرْقَانِیُّ وَھُوَ مَبْنِیٌّ عَلَی الصَّحِیْحِ مِنَ الْاَسْمَاءِ تَوْقِیْفِیَّۃٌ

اللہ تبارک وتعالےٰ پر اس کا اطلاق جائز ہے اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے، کہ اللہ حابسِ فیل نے اسے روک لیا۔ ہاں ممانعت اس صورت میں ہو سکتی ہے جب حابسِ فیل، یا اس کے ہم معنی کو اسم الٰہی قرار دے دیا جائے. زرقانی نے کہا اس کی بناء وہ قول صحیح ہے جس میں اسمائے الٰہی کو توقیفی قرار دیا ہے۔ م

اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کے واقعہ میں حضرت بجیر طائی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے ـ

لَعَلَّ وَجْہَ الْحُمَّۃِ الْاَوَّلُ عَامَّۃٌ وَھٰذَا خَاصٌّ بِغَیْرِ التَّسْمِیَۃِ ـ ۱۲ منہ عفی عنہ

تبارَکَ سارقُ الْبقرات اَتی ــــــ رأیتُ اللّٰہ یھدی کُلَّ ھادٍ
حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کا کلام پسند کیا ــــــ اور فرمایا ۔ لَا یَفْضُضِ اللّٰہُ فَاکَ ــــــ اللہ تیرا منہ بے دندان نہ کرے ــــــ تو سے برس جئے، کسی دانت کو جنبش نہ ہوئی ۔ رَوَاہُ ابن السکن و ابو نعیم و ابن مندۃ ۔

یہ ہے تمام وہ کلام کہ ان اکابر متقدمین و متاخرین ائمہ دین و فقہائے معتمدین و عرفائے کاملین کی طرف سے فقیر نے حاضر کیا ۔ اور ممکن کہ خود ان کے پاس اس سے بھی بہتر جواب ہو ۔ وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ۔

سابعاً: اس سب سے قطع نظر کرکے یہی فرض کر لیجئے کہ معاذ اللہ ان تمام اکابر پر طعن ثابت ہوا اور جواب معدوم، تو انصافاً فقیر کا مصرع اب بھی اس روش پر نہیں کہ ان ائمہ وعلماء نے قطعاً غیر خدا کو شہنشاہ و قاضی القضاۃ کہا ہے ۔ حتیٰ کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں بلکہ کسی عالم یا ولی یا نرے حکام دنیوی کو اور وہ مصرع اس معنیٰ میں ہرگز متعین نہیں ۔ ہم پوچھتے ہیں لفظ شہنشاہ حضرت عزت عز جلالہٗ سے مخصوص ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو سرے سے منشاء شبہہ زائل ۔ اور اگر ہے تو جو لفظ اللہ عزوجل کے لئے خاص تھا اسے غیر اللہ پر کیوں حمل کیجئے ؟ شہنشاہ سے اللہ ہی کیوں نہ مراد لیجئے کہ روضہ بمعنیٰ قبر نہیں ، بلکہ خیابان اور کیاری کو کہتے ہیں ۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ ۔ قبر پر اس کا اطلاق تشبیہ بلیغ ہے جیسے رَأَیْتُ اَسَدًا یَرْمِیْ ۔ حدیث شریف قبر مؤمن کو رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ فرمایا ۔ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ، تو روضہ شہنشاہ کے معنیٰ ہوئے الٰہی خیابان ، خدا کی کیاری ــــــ اس میں کیا حرج ہے ۔ جب قرآن عظیم نے مدینہ طیبہ کی ساری زمین کو اللہ عزوجل کی طرف اضافت فرمایا ۔ اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ۔ کیا خدا کی زمین یعنی زمین مدینہ کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں

marfat.com

ہجرت کرتے، تو خاص روضہ انور کو الٰہی روضہ شاہنشاہی خیابان ربانی کیاری کہنے میں کیا حرج ہے وَلِلّٰہِ الحمد

باایں ہمہ جب فقیر بعون القدیر آیت و حدیث سے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا مَالِکُ النَّاسِ، مَلِکُ النَّاسِ، مَالِکُ الارضِ مَالِکُ رِقَابِ الاُمَمِ ہونا ثابت کرچکا۔ تو لفظ پر اصرار یا ر دلیت خلاف پر انکار کی حاجت نہیں، یہ بھی ہمارے علماء سے بعض متاخرین کا قول ہے اس کے لحاظ بجائے شہنشاہ طیبہ، کہیئے کہ وہ شاہِ طیبہ بھی ہیں اور شاہ تمام روئے زمین بھی، اور شاہِ تمام اوّلین و آخرین بھی، جن میں ملوکُ سلاطین سب داخل، بادشاہ ہو یا رعیت، وہ کون ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دائرہ غلامی سے سر باہر نکال سکتا ہے

محمد عربی کابروئے ہر دوسراست کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سراد

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَلْیَکُنْ ھٰذَا اٰخِرُ الْکَلَامِ فِی الْمَسْئَلَۃِ الْاُوْلٰی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فِی الْاُوْلٰی وَالْاُخْرٰی

جواب سوال دوم، الحق اللہ عزوجل ہی مقلب القلوب ہے۔ سب کے دلوں، نہ صرف دل بلکہ عالم کے ذرے ذرے پر حقیقی قبضہ اسی کا ہے۔ مگر نہ اس کی قدرت محدود نہ اس کی عطا کا باب وسیع مسدود، اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پ ۱ رکوع ۹) بیشک اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وَمَا کَانَ عَطَاءُ رَبِّکَ مَحْظُوْرًا (پ ۱۵ رکوع ۲۴) اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔ وہ علی الاطلاق فرماتا ہے۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالےٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے قبضہ و قابو دیتا ہے۔ اسکا اطلاق اجسام و ابصار و اسماع و قلوب سب کو شامل ہے۔ وہ اپنے محبوبوں کو جس کے چاہے دست و پا پر قدرت دے چاہے چشم و گوش پر، چاہے دل و ہوش پر، اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی، کیا ملائکہ دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے۔ نیک ارادے نہیں ڈالتے، برے خطروں سے

marfat.com

نہیں پھیرتے، ضرور یہ سب کچھ باذن اللہ تعالےٰ کرتے ہیں۔ پھر دلوں میں تصرف کے اور کیا معنی ہیں۔ قال اللہ تعالےٰ

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (پ ۹ ر ۱۵)

جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم دل قائم رکھو مسلمانوں کے۔

سیرت ابن اسحٰق و سیرت ابن ہشام میں ہے۔ بنی قریظہ کو جاتے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم راہ میں اپنے کچھ اصحاب پر گزرے۔ ان سے دریافت فرمایا۔ تم نے ادھر جاتے ہوئے کوئی شخص دیکھا؟ عرض کی دحیہ بن خلیفہ کو نقرہ خنگ پر سوار جاتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا۔

ذَالِکَ جِبْرِیْلُ بُعِثَ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَۃَ یُزَلْزِلُ بِھِمْ حُصُوْنَھُمْ وَ یَقْذِفُ الرُّعْبَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ۔

وہ جبریل تھا کہ بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا کہ ان کے قلعوں میں زلزلے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالے۔ ۱۲م

امام بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا جَلَسَ الْقَاضِیْ فِیْ مَجْلِسِہٖ ھَبَطَ عَلَیْہِ مَلَکَانِ یُسَدِّدَانِہٖ وَیُوَفِّقَانِہٖ وَیُرْشِدَانِہٖ مَالَمْ یَجُرْ فَاِذَا جَارَ عَرَجَا وَتَرَکَاہُ۔

جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے تو دو فرشتے اترتے ہیں کہ اس کی رائے کو درستی دیتے ہیں اور اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں۔ اور اسے نیک راستہ سمجھاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرے۔ جہاں اس نے میل کیا۔ فرشتوں نے اسے چھوڑا اور آسمان پر اڑ گئے۔ ۱۲م

دیلمی مسند الفردوس میں صدیق اکبر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما، دونوں سے راوی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

marfat.com

لَوْ لَمْ اُبْعَثْ فِیْکُمْ لَبُعِثَ عُمَرُ اَیَّدَ اللّٰہُ عُمَرَ بِمَلَکَیْنِ یُوَفِّقَانِہٖ وَیُسَدِّدَانِہٖ فَاِذَا اَخْطَأَ عُمَرُ فَاَوْہُ حَتّٰی یَکُوْنَ صَوَابًا۔

اگر میں ابھی تم میں ظہور نہ فرماتا تو بیشک عمر نبی کیا جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر بات میں اسے ٹھیک راہ پر رکھتے۔ اگر عمر کی رائے لغزش کرنے کو ہوتی ہے وہ پھیر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ عمر سے حق ہی صادر ہوتا ہے۔ ۱۲م

ملائکہ کی شان تو بلند ہے، شیاطین کو قلوب عوام میں تصرف دیا ہے جس سے نعطا اپنے چنے ہوئے بندوں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ۔ (پ ۱۴ رکوع ۴) میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ۰ (پ ۳۰ رکوع ۳۶)	شیطان جن اور لوگ، لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۰ (پ ۸ رکوع ۱)	شیطان آدمی اور جن ایک دوسرے کے دل میں ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کی۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد مثل امام احمد حضرت انس بن مالک اور مثل ابن ماجہ حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ۔	بیشک شیطان انسان (آدمی) کی رگ رگ میں خون کی طرح ساری (جاری) ہے۔

صحیحین وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"جب اذان ہوتی ہے شیطان گوز زناں بھاگ جاتا ہے کہ اذان کی

marfat.com

آواز نہ سُنے۔ جب اذان ہو چکتی ہے پھر آتا ہے۔ جب تکبیر ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے جب تکبیر ہو چکتی ہے پھر آتا ہے۔ حَتّٰی یَخْطُو ابَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِہٖ یَقُوْلُ اُذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُہٗ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ مَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی۔ یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے دل کے اندر حائل ہو کر خطرے ڈالتا ہے۔ کہتا ہے کہ یہ بات یاد کر دہ بات یاد کر ان باتوں کے نے جو آدمی کے خیال میں بھی نہ تھیں، یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ کتنی پڑھی؟

امام ابوبکر بن ابی الدنیا کتاب مکائد الشیطان، اور امام اجل ترمذی نوادر الاصول میں بسند حسن، اور ابو یعلیٰ مسند اور ابن شاہین کتاب الترغیب اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی،۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ وَاضِعٌ خَطْمَہٗ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِنْ ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِنْ نَسِیَ الْتَقَمَ قَلْبَہٗ فَذٰلِکَ الْوَسْوَاسُ الْخَنَّاسُ۔

بیشک شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے۔ جب آدمی خدا تعالےٰ کو یاد کرتا ہے، شیطان دبک جاتا ہے اور جب آدمی (ذکر سے غفلت کرتا ہے دبھول جاتا ہے) توشیطان اس کا دل اپنے منہ میں لے لیتا ہے۔ تو یہ ہے۔ (شیطان خناس) وسوسہ ڈالنے والا، دبک جانے والا۔

لمہ شیطانی ولمہ ملکی دونوں مشہور اور حدیثوں میں مذکور ہیں۔ پھر اولیائے کرام کو قلوب میں تصرف کی قدرت عطا ہونی کیا محل انکار ہے حضرت علامہ سجلماسی رحمۃ اللہ تعالےٰ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدی عبدالعزیز رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عوام جو اپنے حاجات میں اولیائے کرام مثل حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے استعانت کرتے ہیں نہ کہ اللہ عزوجل سے حضرات اولیاء نے ان کو قصداً ادھر لگا لیا ہے کہ دعا میں مراد ملنی نہ ملنی دونوں پہلوؤں میں

marfat.com

عوام (مراد) نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کیئے جاتے۔ تو اگر بالکلیہ خالص اللہ عزوجل ہی سے مانگتے پھر مراد ملتی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خدا کے وجود ہی سے منکر ہو جاتے۔ اس لئے اولیاء نے ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر (مراد) نہ ملنے پر بے اعتقادی کا وسوسہ آیا بھی تو اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھی۔ اس میں ایمان تو سلامت رہے گا۔

حدیث اوّل

اور سنئے: مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کتاب مستطاب نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبد القادر رضی تعالےٰ عنہ میں فرماتے ہیں۔

روی الشیخ الجلیل ابو صالح المغربی رحمہ اللہ تعالیٰ انہ قال قال لی سیدی الشیخ شعیب ابو مدین قدس اللہ سرہٗ یا ابا صالح سافر الی بغداد وأت الشیخ محی الدین عبد القادر لیعلمک الفقر۔ فسافرت الی بغداد فلما رأیتہ رأیت رجلا ما رأیت اکثر ھیبۃ منہ (فساق الحدیث الی اخرہ الی ان قال) قلت یا سیدی ارید ان تمدنی منک بھذا الوصف فنظر نظرۃ فتفرقت عن قلبی جواذب الارادت کما یتفرق الظلام بھجوم النھار وانا الآن انفق من تلک النظرۃ۔ یعنی شیخ جلیل ابو صالح مغربی رحمہ اللہ تعالےٰ نے روایت کی مجھ کو میرے شیخ حضرت ابو شعیب مدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ اے ابو صالح! سفر کرکے حضرت شیخ محی الدین عبد القادر کے حضور حاضر ہو کہ وہ تجھ کو فقر تعلیم فرمائیں۔ میں بغداد گیا جب حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا میں نے اس ہیبت وجلال کا کوئی شخص خدا نہ دیکھا تھا۔ حضور نے مجھ کو ایک سو بیس دن یعنی تین چلّے خلوت میں بٹھایا۔ پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ اے ابو صالح! ادھر کو دیکھ تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی کعبۂ معظمہ

marfat.com

پھر مغرب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ادھر کو دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے ؟۔ میں نے عرض کی میرے پیر ابو مدین ، فرمایا کدھر جانا چاہتا ہے ؟ کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس ؟ میں نے کہا اپنے پیر کے پاس ، فرمایا ایک قدم میں جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا ؟ میں نے عرض کی بلکہ جس طرح آیا تھا ۔ فرمایا یہ افضل ہے ۔ پھر فرمایا ۔ اے ابو صالح ! اگر تو فقر چاہے تو ہرگز بے زینہ اس تک نہ پہنچے گا ۔ اور اس کا زینہ توحید ہے ۔ اور توحید کا مدار یہ ہے کہ عین السِّر کے ساتھ دل سے ہر خطرہ مٹا دے ۔ لوح دل بالکل پاک و صاف کرے ۔ میں نے عرض کی اے میرے آقا ! میں چاہتا ہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھ کو عطا فرمائیں ۔ یہ سُنکر حضور نے ایک نگاہِ کرم مجھ پر فرمائی کہ ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسی کافور ہوگئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری ۔ اور میں آج تک حضور کی اسی ایک نگاہ سے کام چلا رہا ہوں ۔

دیکھئے خاطر پر اس سے بڑھ کر اور کیا قبضہ ہوگا کہ ایک نگاہ میں دل کو تمام خطرات سے پاک فرما دیا اور نہ فقط اسی وقت بلکہ ہمیشہ کے لئے ۔

امام اجل مصنف بہجۃ الاسرار شریف کی جلالت شان اور اس کتاب جلیل کی صحت و عظمت

فائدہ : یہ حدیث جلیل حضرت امام اجل سید العلماء شیخ القراء عمدۃ العرفاء نور الملۃ والدین ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز نے کہ صرف دو واسطہ سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں ۔ امام جلیل الشان شیخ القراء ابو الخیر شمس الدین محمد محمد ابن الجزری رحمہ اللہ تعالیٰ مصنف حصن حصین شریف کے استاذ ہیں ۔ امام ذہبی صاحب میزان الاعتدال ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے ۔ اور طبقات القراء میں ان کی مدح و ستائش کی ۔ اور ان کو اپنا امام یکتا لکھا ۔

marfat.com

حَیْثُ قَالَ عَلِیُّ بْنُ یُوْسُفَ بْنِ جَرِیْرٍ اللَّخْمِیُّ الشَّطْنُوْفِیُّ الْاِمَامُ الْاَوْحَدُ الْمُقْرِیُّ نُوْرُ الدِّیْنِ شَیْخُ الْقُرَّاءِ بِالدِّیَارِ الْمِصْرِیَّۃِ۔

چنانچہ کہا کہ علی بن یوسف بن جریر نور الدین امام یکتا، مدرس قرأت اور بلاد مصر شیخ القرا ہیں۔ ۱۲م

اور امام اجل عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرآۃ الجنان میں اس جناب کو ان مناقب جلیلہ سے یاد فرمایا

روی الشیخ الامام الفقیہ العالم المقرئ ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد الشافعی اللخمی فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسندہٖ الخ۔

شیخ و امام زبردست فقیہ، مدرس قرأت علی ابن یوسف بن جریر بن معضاد شافعی لخمی نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی ۱۲م

اور امام اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حصن حصین نے نہایۃ الدرایات فی اسماء الرجال القراءات میں فرمایا۔

علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد نور الدین ابو الحسن اللخمی الشطنوفی الشافعی الاستاذ المحقق البارع شیخ الدیار المصریۃ ولد بالقاہرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء بالجامع الازہر من القاہرۃ وتکاثر علیہ الناس لاجل الفوائد والتحقیق وبلغنی انہ عمل علی الشاطبیۃ شرحا فلو کان ظہر لکان من اجود شرحہا توفی یوم السبت اوان الظہر ودفن یوم الاحد والعشرین من ذی الحجۃ سنۃ ثلث عشرۃ وسبع مائۃ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

یعنی علی بن یوسف نور الدین ابو الحسن شافعی استاذ محقق ایسے کمال والے جو عقلوں کو حیران کردے۔ بلاد مصر کے شیخ قاہرۂ مصر میں ۶۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدر تعلیم پر جلوس فرمایا۔ ان کے فوائد و تحقیق کے سبب

marfat.com

خلائق کمال ان پر ہجوم ہوا۔ میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی، یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو ان کی تمام شرحوں سے بہتر شرح میں ہوتی۔ بروز دوشنبہ بوقت ظہر وفات پائی اور بروز یکشنبہ بستم ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالے علیہ۔ انتہی

اور امام اجل جلال الملۃ والدین سیوطی نے حُسنُ المحاضرہ باخبار مصر والقاہرۃ میں فرمایا۔

علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد نور الدین ابوالحسن شیخ القراء بالدیار المصریۃ تصدر للاقراء بالجامع الازھر و تکاثر علیہ الطلبۃ۔

یعنی علی بن یوسف ابوالحسن نور الدین امام یکتا ہیں۔ اور بلاد مصر میں شیخ القرا، پھر ان کا مسند تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا ہجوم، اور تاریخ ولادت و وفات اسی طرح ذکر فرمائی، نیز امام سیوطی نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب بغیۃ الوعاۃ میں لکھا۔ اور اس میں نقل فرمایا کہ

لَہُ الْیَدُ الطُّولیٰ فِی عِلْمِ التَّفْسِیْرِ | علم تفسیر میں اس جناب کو ید طولیٰ تھا۔

اور حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے کتاب زبدۃ الاسرار میں اس جناب کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے۔

بھجۃ الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقریٔ الاوحد البارع نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی وبینہ وبین الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واسطتان وھو داخل فی بشارۃ قولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طوبیٰ لمن رآنی ولمن رای من رآنی ولمن رای من رآنی۔

یعنی امام اجل، فقیہ، عالم، مدرس قرارت، یکتا، عجب صاحب کمال، نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی، لخمی، ان میں اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ میں صرف دو واسطے ہیں۔ اور وہ حضور

marfat.com

پر نور سرکار غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شادمانی ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ انتہی۔ ان امام اجل یکتا نے کہ ایسے اکابر ائمہ جن کی امامت وعظمت وجلالت شان کے ایسے مداح ہوئے۔ اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار شریف میں ذکر امام اجل یافعی وغیرہ اکابر اس سے سند لیتے آئے امام اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حصن حصین نے یہ کتاب مستطاب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حنفی وشطوطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھی۔ اور حدیث کی طرح اس کی سند حاصل کی۔ اور علامہ عمر بن عبدالوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تصریح کی۔ اور حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار شریف میں فرمایا۔

> ایں کتاب بہجۃ الاسرار کتابے عظیم وشریف ومشہور است۔
> یہ کتاب بہجۃ الاسرار ایک عظیم وشریف اور مشہور کتاب ہے۔ ۱۲م

اور زبدۃ الاسرار شریف میں اس کی روایات صحیح وثابت ہونے کی تصریح کی) یوں بسند صحیح روایت فرمائی کہ

حدثنا الفقیہ ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن یعلیٰ الفاسی المالکی المحدث بالقاہرۃ سنۃ ۶۷۱ھ قال اخبرنا جدی حجاج بفاس سنۃ ۶۳۲ھ قال حججت مع الشیخ ابی محمد صالح بن ویرجان الدکالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنۃ ۵۸۸ھ فلما کنا بعرفات والفینا بہا الشیخ ابا القاسم عمر بن مسعود المعروف [illegible] فتسالمنا وجلسنا بتذاکران ایام الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ [illegible] لیٰ عنہ فقال الشیخ ابو محمد قال لی سیدی الشیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا صالح سافر الیٰ بغداد الحدیث۔

> یعنی فقیہ محدث ابوالحجاج نے ہم سے حدیث بیان کی کہ میرے جد امجد حجاج بن یعلیٰ

marfat.com

بن عیسیٰ فاسی نے مجھے خبر دی کہ میں نے شیخ ابو محمد صالح کے ساتھ ۵۸۸ھ میں حج کیا۔ عرفات میں ہم کو حضرت شیخ ابو القاسم عمر بزاز ملے۔ دونوں شیخ بعد سلام بیٹھ کر حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمانے لگے۔ ابو محمد صالح نے فرمایا مجھ سے میرے شیخ حضرت شعیب ابو مدین نے فرمایا اے صالح! سفر کرکے بغداد حاضر ہو۔ الیٰ آخرہٖ

تنبیہ: یہاں سے معلوم ہوا کہ ان شیخ کا نام گرامی صالح ہے۔ اور کنیت ابو محمد، نزہۃ الخاطر میں ابو صالح واقع ہوا سہوِ قلم ہے۔

حدیثِ دوم اور سنئے: اسی حدیث جلیل میں ہے کہ جب حضرت صالح یہ روایت فرما چکے تو حضرت سید عمر بزار قدس سرہٗ نے فرمایا۔

وانا ایضاً کنت جالسًا بین یدیہ فی خلوتہٖ فضرب بیدہٖ فی صدری فاشرق فی قلبی نور علیٰ قدر دائرۃ الشمس و وجدت الحق من وقتی فانا الی الاٰن فی زیادۃ من ذلک النور۔

یعنی یوں ہی میں بھی ایک روز حضور پُر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور خلوت میں حاضر تھا۔ حضور نے اپنے دستِ مبارک کو میرے سینے پر مارا۔ فوراً ایک نور قرصِ آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا۔ اور اسی وقت سے میں نے حق کو پایا ـــــ اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

حدیثِ سوم اور سنئے: امام ممدوح اسی بہجۃ الاسرار شریف میں با یں سند راوی،

حدثنا الشیخ ابو الفتوح محمد ابن الشیخ ابی المحاسن یوسف بن اسمعیل التیمی البکری البغدادی قال اخبرنا الشیخ الشریف ابو جعفر محمد بن ابی القاسم العلوی قال اخبرنا الشیخ العارف ابو الخیر بشر بن محفوظ ببغداد بمنزلہ الحدیث ۔ یعنی ہم سے شیخ

marfat.com

ابوالفتوح محمد ریقی بغدادی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو سید ابوجعفر محمد علوی نے خبر دی کہ ہم سے شیخ عارف باللہ ابوالخیر بشر بن محفوظ بغدادی نے اپنے دولت خانے پر بیان فرمایا کہ ایک روز میں اور بارہ صاحب، اور (جن کے نام حدیث میں مفصل مذکور ہیں) خدمت اقدس حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا، یَطْلُبُ کُلٌّ مِنْکُمْ حَاجَۃً اُعْطِیْھَا لَہٗ۔ تم میں ہر ایک ایک مراد مانگے، کہ ہم عطا فرمائیں (اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم و معرفت اور تین شخصوں نے دنیوی عہدہ و منصب کی مرادیں مانگیں جو بتفصیل مذکور ہیں)

حضور پر نور رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا۔

کُلًّا نُّمِدُّ ھٰٓؤُلَآءِ وَھٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّکَ وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحْظُوْرًا ۝	ہم ان اہلِ دین اور ان اہلِ دنیا سب کی مدد کرتے ہیں، تیرے رب کی عطا سے اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔

خدا کی قسم! جس نے جو مانگا تھا پایا۔ میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ واردات قلبی میں مجھے تمیز ہو جائے کہ یہ وارد اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے اور یہ نہیں۔ (اور دس کو ان کی مرادیں ملنے کی تفصیل بیان کر کے فرماتے ہیں)۔

وَاَمَّا اَنَا فَاِنَّ الشَّیْخَ رضی اللہ تعالٰی عنہ وضع یدہ علی صدری، وانا جالس بین یدیہ فی مجلسہ ذٰلک فوجدت فی الوقت العاجل نوراً فی صدری وانا الی الاٰن افرق بہ بین موارد الحق والباطل وامیز بہ بین احوال الھدیٰ والضلال وکنت قبل ذٰلک شدید القلق لا لتبا سہا علیّ۔

اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا۔ حضور نے اسی مجلس میں اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھا۔ فوراً ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کر لیتا ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ

marfat.com

باطل، یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی، اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہوسکنے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔

حدیث چہارم اور سنئے: امام ممدوح اسی کتاب جلیل میں اس سند عالی سے راوی کہ

اخبرنا ابو محمد الحسن ابن ابی عمران القرشی وابو محمد سالم بن علی الدمیاطی قال اخبرنا الشیخ العالم الربانی شہاب الدین عمر السہروردی الحدیث ______ یعنی ہمیں ابو محمد قرشی و ابو محمد دمیاطی نے خبر دی دونوں نے فرمایا کہ ہمیں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار سلسلہ سہروردیہ نے خبر دی کہ مجھے علم کلام کا بہت شوق تھا، میں اس کی کتابیں از بر حفظ کرلی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہوگیا تھا۔ میرے عم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبد القاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے۔ اور میں باز نہ آتا تھا۔ ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے۔ راہ میں مجھ سے فرمایا۔ اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے۔ دیکھو ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا، کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔

جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علم کلام میں آلودہ ہے میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا۔ اے عمر! تم نے علم کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے۔ میں نے عرض کی فلاں فلاں کتابیں فأمر یدہ علی صدری فواللہ ما نزعہا وانا احفظ من تلک الکتب لفظۃ وانسانی اللہ جمیع مسائلہا ولکن ودع اللہ فی صدری العلم اللدنی فی الوقت العاجل فقمت من بین یدیہ وانا انطق بالحکمۃ وقال لی یاعمر! انت اٰخر المشہورین بالعراق۔ قال وکان الشیخ عبد القادر

marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان الطریق و التصرف فی الوجود علی التحقیق۔
حضور نے دست مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالیٰ کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک نقطہ بھی یاد نہ رہا۔ اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلا دیئے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا۔ تو میں حضور کے پاس سے علم الٰہی کا گویا ہو کر اٹھا۔ اور حضور نے مجھ سے فرمایا ملک عراق میں سب سے پچھلے نامور تم ہو گے۔ یعنی تمہارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجۂ شہرت کو نہ پہنچے گا۔
اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں۔
حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ طریق ہیں۔ اور تمام عالم میں یقیناً تصرف فرمانے والے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
پھر امام مذکور بسند خود حضرت شیخ نجم الدین تفلیسی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں۔
میرے شیخ حضرت شیخ الشیوخ نے مجھے بغداد مقدس میں چلے میں بٹھایا تھا۔ چالیسویں روز میں واقعہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں۔ اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں۔ اور پہاڑ کے نیچے انبوہ کثیر جمع ہے۔ حضرت شیخ ہما نے بھر بھر کر وہ جواہر خلق پر پھینکتے ہیں۔ اور لوگ لوٹ رہے ہیں۔ جب جواہر کمی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں۔ گویا چشمے سے اُبل رہے ہیں۔
دن ختم کر کے میں خلوت سے باہر نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو دیکھا تھا عرض کردں میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا۔ جو تم نے دیکھا وہ حق ہے۔ اور اس جیسے کتنے ہی۔ یعنی صرف یہی جواہر نہیں جو تم نے دیکھے۔ بلکہ اتنے اتنے اور بہت سے ہیں۔ یہ جواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام مجھے میرے سینے میں بھر دیئے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

marfat.com

اس سے بڑھ کر دلوں پر قابو اور کیا ہوگا کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر محو فرمادیں کہ نہ ان کا ایک نقطہ یاد رہے اور نہ اس علم کا کوئی مسئلہ اور ساتھ ہی علم لدنی سے سینہ بھر دیں۔

حدیث پنجم اور سنیئے: امام ممدوح اسی کتاب جلیل الفتوح میں اس سند عالی سے راوی۔

حدثنا الشیخ الصالح ابو عبداللہ محمد بن کامل بن ابوالمعالی الحسینی قال سمعت الشیخ العارف ابا محمد مفرج بن بن بنھان بن دکان الشیبانی۔ یعنی ہم سے شیخ صالح ابو عبداللہ محمد حسینی نے حدیث بیان کی کہ میں نے شیخ عارف ابو محمد مفرج کو فرماتے سنا کہ جب حضور پر نور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا شہرہ ہوا۔ فقہائے بغداد سے سو فقیہ کہ فقاہت میں سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے۔ اس بات پر متفق ہوئے، کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں۔ ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے، تاکہ انہیں جواب سے بند کر دیں۔ یہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے۔ حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں۔ میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا۔ جب وہ فقہار آکر بیٹھ لئے حضور پُر نور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینۂ انور سے نور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی۔ مگر جسے خدا تعالےٰ نے چاہا اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا، جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے۔ پھر وہ سب فقہار ایک ساتھ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، اور سر ننگے ہو کر منبر اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور پُر نور کے قدموں پر رکھے۔ تمام مجلس سے ایک شور اٹھا جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد دہل گیا۔ حضور پُر نور ان فقیہوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینۂ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمادیئے

marfat.com

جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا یہ تمہارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے۔

لمّا جلسنا فقدنا جميع ما نعرفه من العلم حتى كانه نسخ منّا فلم يمرّ بنا قط فلمّا ضمنا الى صدره رجع الى كل منّا ما نزع عنه من العلم ولقد ذكّرنا مسائلنا التى هيأنا هاله وذكر فيها اجوبة،

جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا، دفعۃً سب ہم سے گم ہوگیا، ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہوکر نہ گزرا تھا۔ جب حضور نے ہمیں اپنے سینۂ مبارک سے لگایا، ہرایک کے پاس اس کا چھنا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کے لئے تیار کر کے لے گئے تھے۔ حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بھلادیں اور پھر ایک آن میں عطا فرمادیں۔

حدیث ششم اور سنیئے: امام ممدوح اسی کتابِ مبارک میں اِس سندِ جلیل سے راوی کہ،

اخبرنا الشیخ ابو الحسن علی بن عبد اللہ الابھری وابو محمد سالم الدمیاطی الصوفی قالا سمعنا الشیخ شہاب الدین السہروردی الحدیث ــــ یعنی ہمیں شیخ ابو الحسن ابہری وابو محمد سالم الدمیاطی الصوفی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو فرماتے سنا کہ میں نے ۶۰ھ میں اپنے شیخ معظم وعم مکرم حضرت سیدی نجیب الدین عبد القادر سہروردی کے ہمراہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور حاضر ہوا۔ میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہوکر بیٹھے۔ جب ہم مدرسہ نظامیہ کو واپس آنے میں نے اس ادب کا حال پوچھا۔ فرمایا۔

marfat.com

كيف لا تأدب مع من صرفه مالكي في قلبي وحالي وقلوب الأولياء واحوالهم ان شاء امسكها وان شاء ارسلها۔

میں کیوں کر ان کا ادب نہ کروں، جن کو میرے مالک نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب و احوال پر تصرف بخشا ہے، چاہیں روک لیں چاہیں چھوڑ دیں

کیسے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

حدیث ہفتم اور سنئے: اور سب سے اجل و اعلیٰ سنئے۔ امام ممدوح قدس سرہ اسی کتاب عالی نصاب میں اسی سند صحیح سے روایت فرماتے ہیں کہ،

حدثنا الشیخ ابو محمد القاسم بن احمد الهاشمی الحرمی الحنبلی قال اخبرنا الشیخ ابو الحسن علی الخباز قال اخبرنا الشیخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزاز۔ الحدیث —— یعنی شیخ ابو محمد ہاشمی ساکن حرم محترم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ انہیں عارف باللہ حضرت ابو الحسن علی خباز نے خبر دی کہ انہیں امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزاز نے خبر دی کہ میں پندرہ جمادی الآخرہ ۵۵۶ھ روز جمعہ کو حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد جامع کو جاتا تھا۔ راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔ سخت تعجب ہے۔ ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ ازدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہونچ پاتے تھے۔ آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا۔ یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معاً لوگ تسلیم و مجرا کے لئے چاروں طرف سے دوڑ پڑے یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہو گئے۔ میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت سے تو وہی پہلا حال اچھا تھا۔ یعنی دولت قرب تو نصیب تھی —— یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معاً حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا۔ اور ارشاد

کیا اے عمر تم ہی نے تو اس کی خواہش کی تھی۔

اوما علمت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتھا عنی وان شئت اقبلت بھا الی۔ یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمنا بہ وجعلنالہ وبہ والیہ ولم یقطعنا بجاھہ لدیہ آمین۔

یہ حدیث کریم (مذکورہ بالا) بعینہ انہیں الفاظ سے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی۔ عارف باللہ سیدی نور الملۃ والدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں اس حدیث کو لا کر ارشاد اقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ندانستہ کہ دلہائے مردم بدست من است اگر خواہم دلہائے ایشاں را از خود گردانم، واگر خواہم روئے در خود کنم؛

تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔ ۱۲م

یہی تو اس سگِ کوئے قادری غفرلہٗ مولاہ نے عرض کیا تھا۔ ع

بندہ مجبور ہے خاطر یہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد عرض کیا تھا ؎

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر ۔۔۔ کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اس قصیدۂ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشقیا رکا رد تھا جو حضور پُرنور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انکے ناپاک کلموں سے غلامانِ بارگاہ کے قلب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہونچتا۔ اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسکین کو وہ مصرع تھا جس طرح دوسری جگہ عرض کیا ہے ؎

رنج اعدا کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انہیں

آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

اور یہ اس آیہ کریمہ کا اتباع ہے۔ کہ

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ (پ ۱۰)	اللہ چاہتا تو سبھی کو ہدایت پر جمع فرما دیتا تو نادان نہ بن۔

اب اس کلام کو ایک حدیث مفید مسلمین و محافظ ایمان و دین پر ختم کریں امام ممدوح قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

حدثنا الشیخ الفقیہ ابو الحسن علی بن الشیخ ابو العباس احمد بن المبارک البغدادی الحریمی۔ قال اخبرنا الفقیہ ابو محمد عبد القادر بن عثمان التیمی الحنبلی قال اخبرنا الشیخ محمد بن عبد اللطیف الترمسی البغدادی الصوفی قال کان شیخنا الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا تکلم بالکلام العظیم یقول عقیبہ باللہ قولوا صدقت وانا اتکلم عن یقین لا شک فیہ۔ انما انطق فانطق اعطی فافرق اومر فافعل والعھدۃ علی من امرنی والدیۃ علی العاقلۃ تکذیبکم لی سم ساعۃ لادیانکم وسبب لذھاب دنیاکم واخرتکم انا سیاف انا قتال و یحذرکم اللہ نفسہ لولا لجام الشریعۃ علی لسانی لاخبرتکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کالقواریر نری ما فی بطونکم وظواھرکم لولا لجام الحکم علی لسانی لنطق صاع یوسف بما فیہ لکن العلم مستجیر بذیل العالم کیلا یبدی مکنونہٗ۔

یعنی حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عزوجل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلا کوئی شک نہیں میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں۔ اور مجھے عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں۔ اور جب مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں۔ اور ذمہ داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا۔ اور خون بہا مددگاروں پر۔ تمہارا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہر قاتل ہے جو اسی ساعت ہلاک کردے۔ اور اس میں تمہاری دنیا و آخرت کی

بربادی ہے۔ میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ انہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ تم سب میرے سامنے شیشے کی طرح ہو۔ تمہارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمہارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے۔ اگر حکم الٰہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے۔ مگر ہے یہ کہ علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائیے انتہی

صدقت یا سیدی واللہ انت الصادق المصدوق من عند اللہ وعلی لسان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیک وبارک وسلم وشرف ومجد وعظم وکرم۔

اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا۔ قسم خدا کی اللہ عزوجل کے نزدیک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ بڑے سچے ہیں ——— آپ پر بھی اللہ کی رحمت وبرکت اور سلام ۱۲ م

یہ مختصر عجالہ بصورتِ رسالہ ظاہر ہوا۔ اور اس میں دو مسئلوں پر کلام تھا۔ ایک لفظ "شہنشاہ" دوسرے یہ کہ قلوب پر سید اکرم و مولائے اکرم حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قبضہ و تصرف ہے۔ لہٰذا مناسب کہ اس کا تاریخی نام "فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ" رکھا جائے۔

والحمد للہ رب العلمین ، وافضل الصلوٰۃ والسلام علی افضل المرسلین وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ علیہ افضل التحیۃ والثناء

علامہ عالم فقری کی تصانیف

احکامِ حج	نماز حنفی
احکامِ روزہ	نمازِ مترجم
احکامِ زکوٰۃ	احکامِ نماز

اذکارِ قرآنی	گلزارِ صوفیاء	اللہ سے دوستی	روحانی عملیات
اللہ کا فقیر	اسمِ اعظم	اللہ میری توبہ	اولیائے پاکستان
روحانی ڈائری	احکامِ طہارت	پیارے رسول پیاری دعائیں	تذکرہ علی احمد صابر کلیری
آدابِ سنت	اقوالِ تصوف	پیغامِ مصطفےٰ	روحانی اعتکاف
ہمارا اخلاق	اخلاقِ حسنہ	سنی بہشتی زیور	برکاتِ درود
منازلِ ولایت	خزینہ اخلاق	سنی فضائل اعمال	فقری مجموعہ وظائف
فقری وعظ	تزکیۃ القلوب	خزینہ درود شریف	نماز کی کتاب

شبیر برادرز
اردو بازار - لاہور